کرسمس کی حقیقت

تاریخ کے آئینے میں

(نیاایڈیشن2015مزیداضافوں کےساتھ)

تم اک چراغ کی خیرات دے رہے ہو مجھے
میں آفتاب سے پیچھا چھڑا کے آیا ہوں

تحریر: عبدالوارث گل
نظرثانی: پروفیسر محمد یحییٰ جلالپوری/محسن فارانی/خاور رشید بٹ
نام کتاب: کرسمس کی حقیقت تاریخ کے آئینے میں
تعداد: پانچ ہزار
اشاعت: باراول دسمبر 2013
باردوم دسمبر 2015
کمپوزنگ: سہیل شوکت: 0321-8536150
محمد عمر قادری: 0345-4548048
پرنٹرز: دارالحسنٰی، الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور
ناشر: ادارہ حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن
ایڈریس: پیاری ہاؤس A-21 بلاک L گلبرگ III لاہور
رابطہ: 042-36109672، 0321-4115721
ای میل: info@huqooq.org, waris@huqooq.org
ویب سائٹ: www.huqooq.org
اشاعتی فنڈ: Rs.25/-

فہرست

عنوان	صفحہ
1۔ اظہار تشکر ---------------------------	4
2۔ لفظ کرسمس کی تحقیق ----------------------	6
3۔ مسیح علیہ السلام کی تاریخ پیدائش پر مسیحی اختلاف ---------	7
4۔ قدیم مذاہب میں تصور تثلیث ----------------	9
5۔ 25 دسمبر کو پیدا ہونے والی شخصیات -------------	10
6۔ بعل دیوتا کا مسیح علیہ السلام سے موازنہ ---------------	12
7۔ Happy New Year----.....---------------	14
8۔ مسیحی دلائل کا تجزیہ ----------------------	17
9۔ روداد مناظرہ کرسمس (یوحنا آباد) -------------	20
10۔ کرسمس ٹری --------------------------	29
11۔ مسلمان اور کرسمس ----------------------	38
12۔ مجالس کرسمس میں شرکت پر شرعی حکم-------------	41
13 تعارف حقوق الناس ویلفیئر فائنڈیشن------------	45

اظہار تشکر

رب رحیم وکریم کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھ جیسے کمزور انسان کو اس خود ساختہ اور گمراہ کن تہوار کے بارے میں لکھنے کی توفیق عطا فرمائی اور میں تمام اساتذہ کرام اور اپنے محسنین پروفیسر محمد یحییٰ صاحب،صوفی محمد اکرم صاحب،اعجاز احمد خواجہ اور ملک شوکت علی بھائی کا نہایت شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنے بچوں کی طرح میری تربیت اور کفالت فرما کر انصارِ مدینہ کی سنت کو زندہ کیا۔ میں اپنے محسن و مربی بھائی مطہر کا بھی ممنون ہوں کہ جن کی دست شفقت نے نہ صرف مجھے فکر معاش سے آزاد کر دیا بلکہ ان کی صحبت سے معارفتِ رب اور کیفیت احسان کو بھی سمجھنے میں آسانی ہوئی حدیث نبوی ہے: جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا، وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔سو اس کے پیش نظر بھائی شاہین اور بھائی بابر انعام کا بھی شکر گزار ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے میری ہدایت کا ذریعہ بنایا۔

پروفیسر محمد یحییٰ صاحب اور محسن فاروقی صاحب نے نہ صرف اپنی قیمتی آراء وتجاویز سے نوازا بلکہ اس مضمون کی نوک پلک سنوار کر اسے چار چاند بھی لگا دیئے ۔مزید نظر ثانی مولانا خاور رشید بٹ نے کی جبکہ مولانا ایاز فاروقی ،مولانا عبداللہ صاحب کے مفید مشوروں سے مستفید ہوا۔مختلف ذمہ داریوں کے باوجود کڑی مشقت سے بھائی عمر قادری نے کمپوزنگ کا کام مکمل کیا اور نیو ایڈیشن 2015 میں کمپوزنگ،مزید اضافے اور ایڈیٹنگ سہیل بھائی نے کی جبکہ نئے اڈیشن میں مزید علمی حسن پیدا کرنے میں معاونِ خصوصی مولانا عبدالرحمن نواز و محمد سلیم پیش پیش رہے ڈیزائننگ کا کام بھائی قاسم طارق نے سرانجام دیا اور بھائی کرامت اللہ جو ہر وقت مصروف خدمت رہے، میں ان سب کا بھی شکر گزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ ان تمام حضرات کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں بہترین جزا عطا فرمائے۔

آخر میں اپنی اہلیہ محترمہ کا بھی ممنون ہوں اور اس کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے دنیا وآخرت میں اپنی رضا سے نوازے جس نے میری شدید مصروفیت پر صبر اور میری خدمت کرنا اپنا شعار بنا رکھا ہے۔

کرسمس کی حقیقت تاریخ کے آئینے میں

(نیا ایڈیشن مزید اضافوں کے ساتھ)

﴿مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا﴾

''نہ انہیں اس (بات) کا کوئی علم ہے اور نہ ان کے باپ دادا کو، بڑی (ہی خطرناک) بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے، وہ تو سراسر جھوٹ ہی بکتے ہیں''[1]

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا میں انسان کسی بھی مذہب، گروہ، فرقہ، قوم یا ملک سے ہو، اسے خوشی چاہیے۔ وہ خوش ہونا، ہنسنا اور مسکرانا چاہتا ہے، وہ تہوار منانا چاہتا ہے۔ مذہب انسان کی اس فطرت سے واقف ہے، لہٰذا وہ اسے تقریبات، عیدوں اور تہواروں کی اجازت دیتا ہے۔

لیکن انسانی فطرت میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ جب وہ خوش ہوتا ہے تو اکثر و بیشتر حدود اللہ سے تجاوز کر جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آسمانی مذاہب نے ان تقریبات، عیدوں اور تہواروں کو پاکیزہ رکھنے کی ہمیشہ تاکید کی ہے۔ لیکن حضرت انسان کی خواہش نفس کی تکمیل کے آگے جہاں مقدس الہامی کتب اور صحائف نہ بچ سکے وہاں یہ بے چاری عیدیں اور تہوار کیا چیز ہیں؟

---

[1] الکہف 5:18۔

لفظ کرسمس کی تحقیق:

کرسمس (Christmas) دو الفاظ کرائسٹ (Christ) اور ماس (Mass) کا مرکب ہے۔

کرائسٹ (Christ) مسیح (علیہ السلام) کو کہتے ہیں اور ماس (Mass) اجتماع، اکٹھا ہونا ہے یعنی مسیح کے لیے اکٹھا ہونا، مسیحی اجتماع یا یوم میلاد مسیح علیہ السلام۔

یہ لفظ تقریباً چوتھی صدی کے قریب قریب پایا گیا۔ اس سے پہلے اس لفظ کا استعمال کہیں نہیں ملتا۔

دنیا کے مختلف خطوں میں کرسمس کو مختلف ناموں سے یاد کیا اور منایا جاتا ہے۔ اسے یول ڈے نیٹوئی (پیدائش کا سال) اور نوائل (پیدائشی یا یوم پیدائش) جیسے ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے۔ [1]

بڑا دن بھی کرسمس کا مروجہ ہے۔ یہ یوم ولادت مسیح علیہ السلام کے سلسلے میں منایا جاتا ہے کیونکہ مسیحیوں کے لیے یہ ایک اہم اور مقدس دن ہے، اس لیے اسے بڑا دن کہا جاتا ہے۔

مسیحی مذہب میں کتاب مقدس یعنی بائبل کو بنیادی کی حیثیت حاصل ہے خاص کر عہد نامہ جدید کو اور اس میں سے بھی اناجیل اربعہ کو مسیحی مذہب میں ایک خاص مقام حاصل ہے یہ وہ کتب ہیں جس میں مصنفین نے مسیح علیہ السلام کی حیات مبارکہ کے حالات و واقعات اور ان کے متعلق دیگر معلومات جمع کر دیں جہاں تک ان کے لئے ممکن ہو سکا مگر افسوس طلب بات یہ ہے کہ نا صرف اناجیل اربعہ عہد نامہ جدید بلکہ پوری بائبل مسیح علیہ السلام کی یوم ولادت پر بالکل خاموش ہے جو کہ مسیح علیہ السلام کی زندگی کا واحد ماخذ ہے ماسوائے چند اشارات کے۔

---

[1] نوائے وقت 27 دسمبر 2005ء۔

مسیح علیہ السلام کی تاریخ پیدائش پر مسیحی اختلاف:

حضرت مسیح علیہ السلام کی تاریخ پیدائش ہی نہیں بلکہ سن پیدائش کے حوالے سے بھی مسیحی علماء میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ عام خیال ہے کہ سن عیسوی AD جو کہ مخفف ہے Anno domini یعنی ہمارے خداوند کا سال مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے مگر قاموس الکتاب اور دیگر مسیحی کتب کی ورق گردانی سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مسیح علیہ السلام کی ولادت باسعادت 4 یا 6 ق م میں ہوئی ۔ مائیکل ایچ ہارٹ بھی اپنی معروف کتاب ''The Hundred'' میں چھ ق م تسلیم کرتا ہے۔

جبکہ مسیحی کلیساؤں میں مسیح علیہ السلام کی تاریخ پیدائش کے اختلاف کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کلیسا اسے 25 دسمبر کو۔ مشرقی آرتھوڈوکس کلیسا 6 جنوری کو اور ارمنی کلیسا 19 جنوری کو مناتا ہے۔ کرسمس کے تہوار کا 25 دسمبر ہونے کا ذکر پہلی مرتبہ شاہِ قسطنطین (جو کہ چوتھی صدی عیسوی میں بت پرستی ترک کر کے عیسائیت میں داخل ہو گیا تھا) کے عہد میں 325 عیسوی میں ہوا۔

مسیحی علماء قاموس الکتاب میں لکھتے ہیں:

یہ بات صحیح طور پر معلوم نہیں کہ اولین کلیسا ئیں بڑا دن مناتے بھی تھے یا نہیں یاد رہے کہ مسیح علیہ السلام کی صحیح تاریخ پیدائش کا کسی کو علم نہیں۔ تیسری صدی عیسوی میں اسکندریہ کے کلیمنٹ نے رائے دی تھی کہ اسے 20 مئی کو منایا جائے۔ لیکن 25 دسمبر کو پہلے پہل روم (اٹلی) میں بطور مسیحی مذہبی تہوار مقرر کیا گیا تاکہ اس وقت کے ایک غیر مسیحی تہوار، جشن زحل Saturnalia کو (یہ رومیوں کا ایک بڑا تہوار تھا، اس روز رنگ رلیاں خوب منائی جاتی تھیں) جو سورج کے راس الجدی پر پہنچنے کے موقع پر ہوتا تھا، پسِ پشت ڈال کر اُس کی جگہ مسیح علیہ السلام کی سالگرہ منائی جائے۔ [1]

---

[1] قاموس الکتاب ص 147۔

اسی طرح کا ایک حوالہ غلام رسول چیمہ صاحب بھی اپنی کتاب میں دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''4 صدیوں تک 25 دسمبر تاریخ ولادت مسیح علیہ السلام نہیں سمجھی جاتی تھی۔530ء میں سیتھیا کا ڈایونیس اکسیگز نامی ایک راہب جو ایک منجم (Astrologer) بھی تھا، تاریخ ولادت مسیح علیہ السلام کی تحقیق اور تعین کے لیے مقرر ہوا۔ سو اُس نے حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت 25 دسمبر مقرر کی کیونکہ مسیح علیہ السلام سے پانچ صدیاں قبل 25 دسمبر مقدس تاریخ سمجھی جاتی تھی۔ بہت سے دیوتاؤں کا اس تاریخ پر یا اس سے ایک دو دن بعد پیدا ہونا تسلیم کیا جا چکا تھا، چنانچہ راہب نے آفتاب پرست اقوام میں عیسائیت کو مقبول بنانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ ولادت 25 دسمبر مقرر کر دی'' [1]

چونکہ رومی و دیگر اقوام میں مسیحی تعلیمات کو جوں کا توں پہنچانا ایک مشکل بلکہ ناممکن سی بات معلوم ہوتی تھی اسی لئے مسیحی مبلغین نے تجرباتی طور پر رومی مذہب وتہذیب کو Christianise کرنے کی بجائے Christianity کو Romanise کرنے کی حکمت عملی اختیار کی جو کہ بہر حال کامیاب رہی اور پھر یہی فارمولہ دیگر مذاہب وتہذیبوں کے ساتھ بھی اپنایا گیا یہی وجہ ہے کہ مسیحی مذہب میں ایک سے زیادہ عقائد، نظریات، واقعات و متعدد تہوار ایسے ملتے ہیں جن کا تاریخی حوالے سے جائزہ لیا جائے تو ان کی تان آریائی، یونانی، بابلی، فارسی اور روم کی تہذیبوں سے جا ملتی ہے جو کہ اپنے دور کی ممبو جیٹ تہذیبیں تصور کی جاتی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب شاہ روم قسطنطین ''Constantine'' نے عیسائیت قبول کی تو آخیر زمانہ تک زیوس، سورج، دیوتا اور اپالو کی ہی عبادت کرتا رہا جبکہ عیسائیت میں اس وقت جتنی بھی بت پرستانہ عقائد و رسومات پائی جاتی ہیں ان سب کا سہرا قسطنطین کے سر پر ہی سجانا بنتا ہے۔ عیسائیت کو جتنا نقصان شاہِ قسطنطین نے پہنچایا شاید ہی اتنا

---

[1] مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ ص435

نقصان کسی اور سے پہنچا ہولہٰذا قسطنطین اور دیگر تہذیبوں کے چند عقائد، نظریات ورسومات بطور نمونہ پیش کئے جارہے ہیں جن سے بات کو سمجھنا اور بھی آسان ہوجائے گا۔

قدیم مذاہب میں تصور تثلیث:

1۔ تری مورتی ۔یعنی معبود ثلاثہ۔ برہما+وشنو+مہیش۔''اوم'' بھی انہی تینوں کے ناموں کے ایک ایک حروف کا مرکب ہے جبکہ ہندو مذہب میں ایک تثلیث یہ بھی پائی جاتی ہے۔ سرسوتی+لکشمی+اور پاروتی جسے کہ تری دیوی کہا جاتا ہے۔

2۔ چین وجاپان کی پرانی تہذیب میں بھی ایک بت''فو'' ملتا ہے جس کے بارے بھی یہی عقیدہ ہے کہ''فو'' ہے تو ایک مگر اس کی صورتیں تین ہیں بعض حضرات کا کہنا ہے کہ''فو''،''بدھا'' ہی کا ایک نام ہے۔[1]

3۔ اسی طرح چائنیز مذہب میں اب بھی تثلیث کی پوجا کی جاتی ہے جن کو ''فوFu+لوLu+شوShau'' کہا جاتا ہے۔ان کا بھی کہنا یہی ہے کہ یہ تین ہیں مگر اصل میں ایک ہیں۔

4۔ مصری تہذیب کی تثلیث۔

''اسیسIsis+ہورسHorus+سبSeb''[2] (3000 قبل مسیح)

5۔ بابلی تہذیب میں بھی ایک مشہور تثلیث کا تصور ملتا ہے جیسے''نمرود+سمیرامس+اوران کا ایک بیٹا تموّز''[3]

---

[1] ماہنامہ مکالمہ بین المذاہب جنوری 2015ء (Abstract by Rav Sha'ul)

[2] The world's Sixteen Crucified by Kersy Graves -

[3] Chritianity the great deception by Rav Sha'ul-

6۔ ہیکیٹ ”The Triple Hecate“
یونانی تہذیب کی دیوی جو تین میں ایک تصور کی جاتی تھی۔

7۔ ”جیریون Geryon“
یونانی تہذیب میں ایک ایسا بت جس کے تین سر، چار ہاتھ تھے، مگر ایک تصور کیا جاتا تھا۔ (500سال قبل مسیح علیہ السلام)

8۔ ”زیوس+ایتھانا+ آپولو۔ یونانی تہذیب کی مشہور تثلیث“
“ Zues + Athena + Apollo”
قسطنطین انہی معبودوں کی عبادت کرنے والا تھا۔ [1]

کلیساؤں نے دیگر مذاہب و باطل تہذیبوں میں عیسائیت کو محض معروف کرنے کے واسطے نہ صرف عقیدہ تثلیث کی نقل پر اکتفا کیا بلکہ عقیدہ ابن اللہ، خدا کا اوتار (یعنی خدا انسانی روپ اختیار کرتا ہے)، دیوتاؤں کا انسانوں کے گناہوں کے لئے اپنی جان کی قربانی یعنی مصلوب ہونا، مرنے کے تین دن بعد جی اُٹھنا، اور تاریخ پیدائش 25 دسمبر (جو کہ ہماری گفتگو کا مرکزی موضوع ہے) نیا سال (Happy New Year) جیسے کئی عقائد و نظریات کو اختیار کیا جن کو آج مسیحی مذہب میں بنیادی عقائد اور مقدس روایات کی حیثیت حاصل ہے۔

25 دسمبر کو پیدا ہونے والی شخصیات:

1۔ ’Horus ہورس‘ تاریخ پیدائش 25 دسمبر
2۔ ’زاراتھرسٹرا‘ تاریخ پیدائش 25 دسمبر (فارس 1000 قبل مسیح)
3۔ ’کرشنا‘ تاریخ پیدائش 25 دسمبر مشرق میں ستارہ چمکا اور مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھا۔ (ہندوستان 900 قبل مسیح)
4۔ ’ہیراکلز Heracles‘ پیدائش 25 دسمبر (یونان 800 قبل مسیح)

---

[1] Religious Tolerance / Charistianity the Great Deception

5۔ ’بدھا Buddha‘ پیدائش 25 دسمبر (563 قبل مسیح)
6۔ ’ڈائینوسیس Dionysus‘ پیدائش 25 دسمبر مرنے کے بعد دوبارہ جی اُٹھا (یونان 500 قبل مسیح)
7۔ ’تموّز Tammuz‘ پیدائش 25 دسمبر (بابل 400 قبل مسیح)
8۔ ’حرمس Hermes‘ پیدائش 25 دسمبر (یونان 200 قبل مسیح)
9۔ ’اٹیس Attis‘ پیدائش 25 دسمبر مصلوب ہوا اور تین دن بعد دوبارہ جی اٹھا (یونان 1200 قبل مسیح)
10۔ ’نمرود Nimrud‘ تاریخ پیدائش 25 دسمبر پہلا شخص جس نے خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا اور تاریخ میں پہلی بار اپنی پیدائش کے دن کو بھر پور شان وشوکت سے منایا۔①
11۔ ’ایڈونس Adonis' 25 دسمبر (فنقی 200 قبل مسیح)
12۔ ’متھرا Mithra‘ پیدائش 25 دسمبر مصلوب ہوا تین دن بعد دوبارہ جی اٹھا (فارس 1200 قبل مسیح)
13۔ ’بچوس Bacchus‘، پیدائش 25 دسمبر (مصر)
14۔ ’چنگ تی Chang'ti‘، پیدائش 25 دسمبر (چائنہ)
15۔ ’کرائس Chris‘، پیدائش 25 دسمبر (چالڈیا)
16۔ ’ساکیا Sakia‘، پیدائش 25 دسمبر (انڈونیشیا)
17۔ ’جاؤ واپاول Jao Wapaul‘، پیدائش 25 دسمبر اسکی داستان میں مصلوب ہونا بھی شامل ہے۔② (قدیم برطانیہ)

---

①Pc.blogspot.com/ReligiousTolerance

②The World Sixteen Crucified Savior Page 69, By Kersy Graves

تقریباً 12 سے 14 سو قبل مسیح ''بعل دیوتا'' جسکی مصری تہذیب ہی نہیں بلکہ مشرقِ وسطیٰ میں عبادت کی جاتی تھی اور اس کی شہرت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ قرآن اور تورات ان دونوں کتابوں میں اس کا ذکر ملتا ہے لہٰذا اس کے حالاتِ زندگی کا مسیح علیہ السلام کے ساتھ تقابل کیا گیا ہے اور یہ تحقیق کسی مسلمان کی نہیں بلکہ ایک مسیحی رسالہ ''کوٹ'' 1923 کی ہے جسے بعد ازاں رسالہ ''Review of Religions'' نے بھی اس کو شائع کیا۔

بعل دیوتا کا مسیح علیہ السلام سے موازنہ

1۔ بعل کو قید کیا۔
2۔ بعل پر ہاؤس آف دی ماؤنٹ کی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا۔
3۔ بعل پر تھوکا گیا اس پر لعنت کی گئی۔
4۔ بعل کو پہاڑ پر لے جانے کے بعد شہر میں طوفان مچ گیا اور قتل و غارت ہونے لگی۔
5۔ بعل کے کپڑے اتارے گئے اور تقسیم کیے گئے۔
6۔ بعل کے دل پر برچھا مارا گیا۔
7۔ بعل ایک غار کے اندر چلا جاتا ہے جہاں روشنی اور سورج نہیں پہنچتا۔
8۔ بعل پر محافظ پہرہ دیتے ہیں۔
9۔ ایک دیوی بعل کے ساتھ آکر بیٹھتی اور اس کی نگہبانی کرتی۔
10۔ ایک عورت روتی ہوئی بہت سارے لوگوں کے ساتھ بعل کو ڈھونڈتی ہے اے میرے بھائی! اے میرے بھائی! کی آوازیں دیتی ہے۔ بعل پھر زندہ ہو جاتا ہے اور پہاڑ سے باہر آجاتا ہے۔

1۔ عیسیٰ کو قید کیا گیا۔ ①

2۔ عیسیٰ پر ہاؤس آف دے ہائے پریسٹ پلاطوس کی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا۔ ②

3۔ عیسیٰ پر تھوکا گیا اوران پر لعنت کی گئی۔ ③

4۔ یسوع کے مرنے کے بعد معبد کا پردہ پھٹ گیا زمین لرزی چٹانیں لڑھکیں قبریں کھل گئیں مردے شہر میں پھیل گئے۔ ④

5۔ عیسیٰ کے کپڑے اتارے گئے اور تقسیم کئے گئے۔ ⑤

6۔ مسیح کے پہلو میں برچھا مارا گیا۔ ⑥

7۔ مسیح ایک چٹانی قبر میں مردوں کے عالم میں چلا جاتا ہے۔ ⑦

8۔ عیسیٰ کی قبر پر محافظ پہرہ دیتے ہیں۔ ⑧

9۔ مریم نام کی دو عورتیں مسیح کی قبر کے آگے بیٹھتی ہیں۔ ⑨

10۔ مریم مگدلینی روتی ہوئی عورتوں کے ساتھ مسیح کی قبر پر آگئی مگر مسیح زندہ ہوکر قبر سے نکل جاتا ہے۔ مریم روتی ہے کہ مسیح کی لاش کہاں گئی۔ ⑩

---

① متی 27:2 ② متی باب 27: ③ متی 27:30، 39 ④ متی 27:51,52

⑤ متی 27:35 ⑥ یوحنا 19:34 ⑦ متی 27:60 ⑧ متی 27:54

⑨ متی 27:61 ⑩ یوحنا 20:11

بائبل اور محمد رسول اللہ ﷺ، ص ۵۳۔۵۴

Article by Rebert Howard Kroepel Also in a.

The Assyrian and Babylonian Bel Myth Parallels to the Chistian Jesus Myth.

Happy New Year

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چلتے چلتے نئے سال کے تہوار پر بھی چند سطریں رقم کرتے چلیں مسیحیت کے باطل عقائد ونظریات اورتہواروں میں ایک تہوار نئے سال کا بھی ہے جس کا آغاز تو اصولاً 25 دسمبر سے ہونا چاہیے تھا کیونکہ مسیحیوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ مسیحؑ 25 دسمبر کو پیدا ہوئے تو سال کا آغاز بھی اسی دن سے ہونا لازم تھا مگر ہمارے اس اعتراض پر مسیحی برادری کا جواب قابل سماعت ہے وہ یہ کہ مسیح پیدا 25 دسمبر کو ہوئے چونکہ آپ کے ختنے ساتویں دن کئے گئے لہٰذا جس دن مسیح مختون ہوئے اس دن سے ہم اپنے نئے سال کا آغاز کرتے ہیں یہ ہے میرے سیدھے سادھے اور بھولے بھالے مسیح کی بھیڑوں کی دلیل اور اگر یہ ختنوں کی رسم اتنی ہی اہمیت کی حامل ہے کہ مسیحؑ کی پیدائش پر اس کو ترجیح دی جاتی ہے تو مسیحی خود اس رسم پر عمل کرنے سے کیوں اعراض کرتے ہیں اصل حقیقت کیا ہے ہم آپ کو بتاتے ہیں شائد اس راز سے بھی پردہ کشائی کی توفیق اللہ سبحان وتعالیٰ نے ہمارے مقدر میں لکھ رکھی ہے ہم پچھلے صفحات میں بھی دلائل و براہین کی روشنی میں اس بات کو ثابت کر چکے ہیں کہ عیسائیت دراصل معجون مرکب ہے ان تمام مذاہب کا جن کی تان ملتی ہے جا کر آریائی، یونانی، بابلی، فارسی اور رومی مذاہب سے اور تاریخ کے طالب علم با خوبی اس بات سے واقف ہیں کہ تاریخ انسان پر بت پرستی و باطل عقائد ونظریات کے جو اثرات ان تہذیبوں نے مرتب کئے اس کی تا حد نگاہ کوئی مثال نہیں ملتی لہٰذا جس طرح مسیحی کلیساؤں نے تثلیث ابن اللہ، کفارے کا عقیدہ اور ایسٹر کرسمس جیسے تہوار ان مسیحی مذاہب اور تہذیبوں سے مستعار لئے وہاں نئے سال کے تہوار کا بچہ بھی انہوں نے انہیں بت پرست تہذیبوں سے گود لیا جو آج ایک بگڑے ہوئے سرکش اور بدمعاش لڑکے کی شکل وصورت اختیار کر چکا ہے۔

نئے سال کا تہوار اپنے آپ میں ایک قدیم تہوار ہے جس کے منانے والے ایک قدیم تاریخ رکھتے ہیں نئے سال کا تہوار مختلف تغیر و مراحل سے گزرنے کے بعد بلآخر آج ایک عالمی تہوار کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

نئے سال کو خوشی منانا اور سال کے پہلے دن کو اہمیت دینا، اس کو عہد و پیماں کا دن ماننا، تحائف کا تبادلہ ان تمام مراسیم و باطل تہواروں کا سلسلہ 2000 قبل مسیح سے چلتا آرہا ہے۔ اصل رومی کیلنڈر دس ماہ پر مشتمل تھا جس میں 304 دن تھے۔ کچھ مورخین کے نزدیک 713 قبل مسیح میں[1] بادشاہ Numa Pompilius نے دو مہینوں کا اضافہ کروایا۔

(رومی مورخین کا اس کے سن کے بارے اختلاف ہے)

153 قبل مسیح سے یہ روایت چلی آرہی تھی کہ یکم جنوری کو قونصل شہروں کی دیکھ ریکھ کے لئے تعینات کئے جانے والے سرکاری افسران مقرر کئے جاتے تھے اور اس تقرری کو انتظام و انصرام کا اہم ترین حصہ سمجھا جاتا تھا اس وقت کی رومی سلطنت میں سال کی نشاندہی بھی ان میں مقرر کئے گئے قونصلوں کے حوالے سے کی جاتی تھی۔ تقرریوں کے حوالے سے اس دن کا انتخاب کیوں کیا جاتا تھا اس حوالہ سے مورخین کا کہنا ہے کہ لفظ جنوری کا تعلق رومی لفظ جینس سے ہے جو اہل روم کے نزدیک آغاز اور تبدیلی کا دیوتا تصور کیا جاتا تھا اور اسی بنا پر جنوری کے مہینے کے پہلی تاریخ کو سال کی شروعات کے لیے منتخب کیا گیا۔ حالانکہ اس کے بعد بھی کیلنڈر میں کچھ تبدیلیاں کی گئیں لیکن پھر بھی آج تک نئے سال کی شروعات یکم جنوری سے ہی کی جاتی ہے۔

حوالہ: اردو فورم از خالد محمود چوہدری۔

Janus...Januarius...January موجودہ جنوری رومیوں کے دیوتا جینس سے ہی منسوب ہے۔ لہٰذا یہ جشن نیا سال خاص جینس دیوتا کے لئے منایا جاتا ہے جو آج ایک Happy New Year کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

---

[1] فری انسائیکلو پیڈیا وکیپیڈیا بعنوان نیا سال

مندرجہ بالا حوالہ جات سے ایک عام آدمی بھی اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ کلیساؤں نے جہاں ایسے عقائد، نظریات جن کو عیسائیت میں بنیاد کی حیثیت حاصل ہے کو چرانے میں کوئی شرم محسوس نہیں کی تو وہ بے شمار معبودوں کی تاریخ پیدائش 25 دسمبر کو مسیح علیہ السلام کے ساتھ منسوب کرنے میں کیا عار محسوس کریں گے۔ جبکہ کلیساؤں کے رہنما، عیسائیت کے مفسر، سکالر، اور ماہر الٰہیات اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں کہ نہ تو یہ مذہب کوئی نیا مذہب ہے اور نہ ہی پرانے لوگوں کے لئے اس میں کوئی عجیب بات ہے اگر اس میں کچھ نیا ہے تو وہ صرف نام ہے۔

Saint. Augustine of Hippo wrote: "This, in our day, is the Christian religion, not as having been unknown in former times, but as having recently received that name."

”آگسٹائن نے لکھا: ایسا نہیں کہ موجودہ دور کے عیسائی مذہب کو پرانے وقتوں کے لوگ جانتے نہیں تھے مگر بس حال ہی میں عیسائیت نام کو اوڑھا گیا ہے۔“[1]

Eusebius of Caesarea Says:

"The religion of Jesus Christ is neither new nor strange."

”مسیح کا مذہب (یعنی مسیحیت) نہ تو کوئی نیا مذہب ہے اور نہ ہی اجنبی ہے“[2]

---

[1](Extract from the book Christianity the Great Deception by Rav shaul./ Saint Augustine of Hippo, was an early Christian theologian and philosopher. Born: 354 AD, Died: 430)

[2]Eusebius, was a Roman historian, of Greek descent, exegete and Christian polemicist. He became the Bishop of Caesarea about A.D 314. Born: 263 AD Palestine,Died: 339AD

ایک مسیحی محقق شہزادہ تحسین گل نے کرسمس کے رد میں گفتگو کرتے ہوئے کہا: 25 دسمبر مسیح علیہ السلام کی پیدائش کا دن نہیں بلکہ اس دن کو سورج و بت پرست اقوام میں ایک خاص اور مقدس دن تصور کیا جاتا تھا اسی لئے وہ اس دن کو پورے جوش و خروش سے منایا کرتے تھے مزید بائبل کے مندرجہ ذیل چند حوالے جو کہ ایک شاہ کلید Master Key کی حیثیت رکھتے ہیں پیش کئے جا رہے ہیں۔ جس سے مسیح علیہ السلام کی پیدائش کا دن تو پھر بھی نہیں، مگر ماہ کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

مسیحی دلائل کا تجزیہ:

جن دنوں زکریاؑ ہیکل میں اپنی باری کی خدمات سر انجام دے رہے تھے، تو اچانک فرشتہ نے زکریاؑ پر ظاہر ہو کر ان کو ایک بیٹے یحییٰ کی بشارت دی چنانچہ لکھا ہے۔ [1]

''پھر ایسا ہوا کہ جب (زکریاؑ) اس کی خدمت کے دن پورے ہو گئے تو وہ اپنے گھر گیا ان دنوں کے بعد اس کی بیوی الیشبع حاملہ ہوئی اور اس نے پانچ مہینے تک اپنے تئیں یہ کہہ کر چھپائے رکھا کہ جب خداوند نے میری رسوائی لوگوں میں سے دور کرنے کے لئے مجھ پر نظر کی ان دنوں میں اس نے میرے لیے ایسا کیا۔''

چھٹے مہینے (یعنی الیشبع کے حمل کا چھٹا مہینہ) میں جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام 'ناصرۃ' تھا ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا۔ اور فرشتہ نے اسے کہا کہ اے مریم! خوف نہ کر کیونکہ خداوند کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور تیرے بیٹا ہوگا اس کا نام یسوع رکھنا۔

مذکورہ بالا آیت میں چھٹا مہینہ نہ یہودی کیلنڈر کا ذکر کیا جا رہا ہے اور نہ ہی Gregorian Calendar کا بلکہ جب ہم اسی باب کی آیت نمبر 23 اور 36 کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ الیشبع کے حمل کا چھٹا مہینہ ذکر کیا گیا ہے۔

---

[1] انجیل لوقا، باب ا، آیت نمبر 13 تا 23

آیت نمبر 23 میں ہے اس نے یعنی (الیشبع) نے پانچ مہینے تک اپنے تئیں چھپائے رکھا اور پھر آیت نمبر 36 میں ہے۔

''اور دیکھ تیری رشتہ دار الیشبع کے بھی بڑھاپے میں بیٹا ہونے والا ہے اور اب اس کو جو بانجھ کہلاتی تھی چھٹا مہینہ ہے''

یعنی مریم علیہا السلام کو جب مسیح علیہ السلام کی بشارت دی گئی تب الیشبع کو چھ ماہ کا حمل تھا۔ الیشبع کے شوہر زکریا علیہ السلام کو جب یوحنا کی بشارت ملتی ہے تب زکریا علیہ السلام ہیکل میں خداوند کے مقدس میں خوشبو جلانے کی ذمہ داری ادا کر رہے تھے۔

اب ہم اس بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں زکریؑا اور الیشبع کا کس قبیلے سے تعلق تھا اور زکریا کی کہانت کی باری یعنی ہیکل میں خدمت کی باری کونسے مہینے میں ہوا کرتی تھی؟

یوں لکھا ہے:

''یہودیہ کے بادشاہ ہیرودیس کے زمانہ میں ابیاہ کے فریق میں سے زکریاہ نام ایک کاہن تھا اور اس کی بیوی ہارون کی اولاد میں سے تھی اور اس کا نام الیشبع تھا اور وہ دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سب احکام و قوانین پر بے عیب چلنے والے تھے اور انکے اولاد نہ تھی کیونکہ الیشبع بانجھ تھی اور دونوں عمر رسیدہ تھے۔ جب خدا کے

حضور اپنے فریق کی باری پر کہانت کا کام انجام دیتا تھا تو ایسا ہوا کہ کہانت کے دستور کے موافق اس کے نام کا قُرعہ نکلا کہ خداوند کے مقدس میں جا کر خوشبو جلائے اور لوگوں کی ساری جماعت خوشبو جلاتے وقت باہر دعا کر رہی تھی کہ خداوند کا فرشتہ خوشبو کے مذبح کی داھنی طرف کھڑا ہوا اسکو دکھائی دیا۔ اور زکریاہ دیکھ کر گھبرایا اور اس پر دہشت چھا گئی مگر فرشتہ نے اس سے کہا اے زکریاہ! خوف نہ کر کیونکہ تیری دعا سن لی گئی اور تیرے لئے تیری بیوی الیشبع کے بیٹا ہوگا۔ تو اس کا نام یوحنا رکھنا'' [1]

لہٰذا مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ زکریاہ اور اس کی بیوی الیشبع کا تعلق ابیاہ کے قبیلے سے تھا جو کہ ہارون کاہن کی نسل میں سے تھا۔ اور تواریخ اول باب نمبر 24 آیت نمبر 1 تا 11 کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ خاندان ابیاہ کو خداوند کے گھر میں جس مہینے خدمت کا موقع ملتا تھا وہ یہودی کیلنڈر کے مطابق چوتھا مہینہ تھا۔ یعنی جب زکریاہ علیہ السلام کو یوحنا کی بشارت ملی تو وہ سال کا چوتھا مہینہ تھا ''تمُوز''۔ جو کہ Gregorian Calendar کے مطابق جون کے آخری پندرہ دنوں میں آتا ہے یعنی الیشبع کو جولائی میں حمل ٹھہرتا ہے۔ جولائی ایک، اگست دو، ستمبر تین، اکتوبر چار، نومبر پانچ اور دسمبر چھ، پیچھے ہم پڑھ چکے ہیں کہ جب مریم علیہا السلام کو بشارت مسیح علیہ السلام ہوئی تو فرشتہ نے یہ بھی بتایا کہ دیکھ تیری رشتہ دار الیشبع کے بیٹا ہونے والا ہے اور اب اسکو چھٹا مہینہ ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ مسیح علیہ السلام کی پیدائش دسمبر میں نہیں بلکہ قدرت خداوندی سے مریم علیہا السلام کے رحم میں حمل ماہ دسمبر میں ٹھہرتا ہے اب اگر دسمبر سے بھی نو ماہ کی گنتی پوری کریں تو مسیح علیہ السلام کی پیدائش اگست یا ستمبر میں بنتی ہے نا کہ دسمبر میں۔ (نیچے دیئے گئے کیلنڈر سے بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے)

بعض محققین کے نزدیک مذکورہ بالا آیت میں چھٹے مہینے سے مراد یہودی کیلنڈر کا چھٹا مہینہ ذکر کیا گیا ہے اور یہودی کیلنڈر کا چھٹا مہینہ الول کا ہے جو Gregorian Calendar کے مطابق اگست کے آخری پندرہ دنوں میں آتا ہے۔

---

[1] لوقا باب 1 آیت نمبر 5 تا 13

یعنی اگر مریم علیہا السلام کو یہودی چھٹے مہینے یعنی الول میں بشارت ملتی ہے تو نو ماہ بعد مسیح علیہ السلام کی پیدائش یہودی مہینہ ایاّ ر میں ہونا بنتی ہے یعنی اپریل یا مئی جو کہ عین گرمی کے موسم میں ہوتا ہے جبکہ دسمبر کے مہینے کا مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے دور کا بھی تعلق نہ ہے۔

(ہم جانتے ہیں کہ جب مریم علیہا السلام کو مذکورہ بالا پیغام دیا جا رہا تھا تب Gregorian Calendar کا تو تصور بھی نہیں تھا 525 عیسوی میں Dionysius Exiquus کے مشورے پر عیسوی کیلنڈر کی بنیاد رکھی گئی چنانچہ قاموس لکتاب اور دیگر مسیحی کتب کے حوالے سے سن عیسوی کا آغاز مسیح علیہ السلام کی پیدائش کے 525 سال بعد شروع ہوا)

ہمارے مسیحی دوست ایک تیسری دلیل بھی پیش کرتے ہیں جس کی تفصیل ایک مناظرہ سے اقتباس کر کے نیچے پیش کی جا رہی ہے

روداد مناظرہ کرسمس: (یوحنا آباد)

’’کچھ عرصہ قبل اس مناظرہ کی دعوت بندہ ناچیز کو دی گئی تھی چونکہ میں نہ تو اس میدان کا کھلاڑی ہوں اور نہ ہی مناظرہ میرے ذوق میں شامل ہے لہٰذا اسی چیز کے پیش نظر پاسٹر صاحب سے یہ کہتے ہوئے معذرت کر لی کہ آپ اگر چاہیں تو تحریری طور پر مکالمہ کر سکتے ہیں اس کے لئے میں تیار ہوں مگر وہ بضد تھے کہ میرے ساتھ کوئی one to one مناظرہ کرے تو بلا آخر اس کفارے کو ادا کرنے کے لئے الاستاذ ابوعبداللہ طارق نے نہ صرف حامی بھری بلکہ اس ذمہ داری کو احسن طریقہ پر سرانجام بھی دیا جس کی روداد مندرجہ ذیل پیش کی جا رہی ہے۔

’’کیا مسیح علیہ السلام 25 دسمبر کو پیدا ہوئے؟‘‘ کے حوالے سے ایک مناظرے کا اہتمام کیا گیا جس میں پادری ضیاء المسیح صاحب نے (یہودیوں کی کتاب) ’’مشنہ ‘‘(یعنی تورات کی شرح) کے حوالے سے بیان کیا (پادری صاحب نے بس یہاں بیان ہی کیا اس پر مشنہ کتاب یا کوئی اور مضبوط حوالہ دینے کی زحمت بھی گوارا نہ کی۔) کہ ہیکل کی دوسری تباہی 5 اگست 70 عیسوی یعنی یہودی کیلنڈر کے پانچویں مہینے ’’آب‘‘ میں ہوئی اور اس وقت پہلے فریق یہویریب کی کہانت کی باری تھی لہٰذا ابیاہ فریق کی کہانت کی باری نومبر کے آخری 15 دنوں میں ہوئی کیونکہ آٹھویں پرچی انکے نام نکلی تھی جس میں زکریاؑ ہیکل میں کہانت کی خدمت سرانجام دے رہے تھے جب انہیں بیٹے کی خوشخبری

دی گئی پھر پادری صاحب نے اسی نومبر کو زکریاؑ کی بیوی الیشبع کے حمل کا پہلا مہینہ قرار دے کر ماہ اپریل کو اس کے حمل کا چھٹا مہینہ بنایا اور اس طرح اسے (یعنی ماہ اپریل کو) مریمؑ کے حمل کا پہلا مہینہ قرار دے کر ماہ دسمبر کو مریمؑ کے حمل کا نواں مہینہ قرار دے کر آخر دسمبر کو مسیحؑ کی پیدائش کے ایام قرار دینے کی انتہائی ناکام کوشش کی۔

اس ''غیرضیائی'' دلیل کا جواب ہمارے بھائی ابوعبداللہ طارق نے اس طرح دیا کہ پادری صاحب کا مشنہ کی ایک ناقابل اعتماد بات کی بنا پر پہلے فریق یہویریب کی ہیکل میں کہانت کی باری اگست کے پہلے پندرہ دن قرار دینا قطعاً قابل اعتبار نہیں ہے کیونکہ عیسائی علماء خود اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ''ہیرودیس کی ہیکل کی بابت ہماری معلومات کے ماخذ ایک تو یہودی مؤرخ یوسیفس ہے دوسرا مشنہ کا ایک ٹریکٹ مدوت (Middoth) ہے جو ہیکل کی بربادی کی کم ازکم ایک صدی بعد لکھا گیا تاہم یہ دونوں خامیوں سے خالی نہیں اور ان میں ہیرودیس کی اس ہیکل کے بارے میں متعدد معلومات غیریقینی ہیں۔'' (1)

اور اگر بالفرض مشنہ کا یہ حوالہ اور 5 اگست 70 عیسوی میں پہلے فریق کا ہیکل میں کہانت کی خدمت سرانجام دینا درست بھی ہو تو اس کی بنیاد پر بھی 25 دسمبر جناب مسیحؑ کی پیدائش کا دن نہیں بنتا کیونکہ اس طرح نومبر کے آخری 15 دن آٹھویں فریق ابیاہ کی کہانت کی باری ہے اور اس دوران حضرت زکریاؑ ہیکل میں تھے جہاں انہیں بیٹے کی خوشخبری ملی اور ان کی بیوی گھر میں تھی لہٰذا ماہ نومبر الیشبع کے حمل کا پہلا مہینہ نہیں بنتا بلکہ دسمبر پہلا مہینہ بنتا ہے جب آپ گھر جا چکے تھے اس دوران ضیاء المسیح صاحب بولے کہ یہ ان کی کرامت تھی یعنی وہ ابھی گھر بھی نہیں گئے اور لیشبع حاملہ ہوگئی جب طارق صاحب نے جواباً یہی بات جو ضیاء المسیح صاحب نے زکریاؑ کے حوالے سے کی تھی ان پر لوٹائی تو بس پھر کیا تھا پادری ضیاء المسیح صاحب اور وہاں موجود دیگر پادری حضرات اور مسیحی عوام آگ بگولہ ہو گئے اور پادری ضیاء المسیح صاحب نے بہت بُرا محسوس کیا جبکہ بات سمجھنے کے لائق ہے کہ مقدس ہستیوں کے متعلق تو سب کچھ کہا اور لکھ دیا جاتا ہے، ذرہ بھی ہچکچاہٹ نہیں ہوتی لیکن جب وہی بات اپنی ذات پر آئے تو غصہ آجاتا ہے اور ذاتیات پر حملہ تصور کیا جاتا ہے۔ افسوس! شائد انبیاءؑ کی ذاتیات ان کے ہاں ذاتیات میں شمار نہیں ہوتی؟

---

(1) قاموس الکتاب، ص 1095

پادری صاحب کے بیان کیئے گئے مشنہ کے اس حوالے کے مطابق زکریاہؑ نومبر کے آخری 15 دن ہیکل میں ہیں اوران کی بیوی گھر میں اوراس دوران حمل ٹھہر جائے اورنومبر حمل کا پہلامہینہ ہو یہ پادری صاحب کی علمی خیانت اورعوام کودھوکا دینے کے سوا کچھ نہیں۔ پھر پادری صاحب تو اسے کرامت قرار دے کر اپنا اُلو سیدھا کرنے کی ناکام کوشش کررہے ہیں لیکن بائبل مقدس پادری ضیاءالمسیح کی اس کرامت کوتسلیم نہیں کرتی بلکہ اس کے برخلاف علی الاعلان کہتی ہے کہ:

''پھرایسا ہوا کہ اس (یعنی زکریاہؑ) کی خدمت کے دن پورے ہوگئے تو وہ اپنے گھر گیاان دنوں کے بعداس کی بیوی الیشبع حاملہ ہوئی۔''[1]

ابوعبداللہ طارق نے کہا کہ پادری صاحب زکریاہ کی بیوی کوحمل ہیکل میں خدمت کے دوران یعنی نومبر میں نہیں ہوا بلکہ خدمت کے بعدیعنی دسمبر میں ہوا تھا، تواب ذرا گنتی شروع کریں۔دسمبر ایک، جنوری دو، فروری تین، مارچ چار، اپریل پانچ، اورمئی چھ لہذا مریمؑ کوحمل الیشبع کے حمل کے چھ مہینے بعد یعنی مئی میں ہوا تو مئی مریمؑ کے حمل کا پہلامہینہ ہوااوراب یہاں سے گننا شروع کریں تو۔مئی ایک، جون دو، جولائی تین، اگست چار، ستمبر پانچ، اکتوبر چھ، نومبر سات، دسمبر آٹھ، اورجنوری نو، تواس طرح مشنہ سے آپ کے پیش کردہ اس حوالے کے مطابق بھی جناب یسوع مسیحؑ کی پیدائش جنوری کے بالکل آخری دنوں یا پھر زیادہ امکان یہ ہے کہ فروری کی ابتداء میں ہوئی ہو نا کہ آپ کے دعویٰ کے مطابق 25 دسمبر میں۔

(کرسمس کی حقیقت کے پہلے ایڈیشن میں موم بتی کو کرسمس کے ساتھ منسوب کیا گیا تھا جو کہ اقتباس تھا کتاب سازشیں بے نقاب کے صفحہ نمبر 170 سے لیکن بعداز تحقیق میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ پاسٹر صاحب کی یہ بات درست ہے کہ موم بتی کی ایجاد کئی سو

[1] انجیل لوقا، باب 1، فقرہ 23-24۔

سال قبل مسیح ہو چکی تھی جس کی بنا پر ہم نا صرف پاسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں بلکہ اس واقعہ کو نیوایڈیشن سے حذف بھی کر رہے ہیں۔ لہٰذا ہم یہ توقع کرتے ہیں کہ جس طرح ہمیں حق بات قبول کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں ہو رہی اسی طرح پاسٹر صاحب اور تمام مسیحی بہن بھائیوں کے سامنے جو حق بات آئی ہے وہ بھی اس کو قبول کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کریں گے)۔ اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ یہ ہیں ہمارے دوست پاسٹر ضیاء المسیح صاحب جن کے سر پر مناظرے کی دھن سوار تھی اور جس دلیل کو بطور حوالہ پیش کر رہے ہیں وہ ہے 'مشنہ' جس کے بارے میں خود مسیحی سکالرز کہہ رہے ہیں کہ یہ کتاب خامیوں سے خالی نہیں اور جب ان کا دیا ہوا حوالہ بھی مطلوبہ مہینہ ثابت نہ کر سکا تو کرامت کہہ کر تپلی گلی سے نکلنے کی ناکام کوشش کر بیٹھے بالآخر جو بندگلی ثابت ہوئی۔

میں سمجھتا ہوں کہ مناظرہ میں اگر کوئی حق بات سامنے آجائے تو اس کو قبول کرنے میں کوئی شرم یا عار محسوس نہیں کرنی چاہیے غالب گمان ہے کہ ابو عبداللہ طارق کی طرف سے دیے گئے دلائل سے پاسٹر صاحب کے نظریات کی اصلاح ہوئی ہوگی اور اس گفتگو سے جو ہماری اصلاح ہوئی اس کے لئے میں خصوصی طور پر پاسٹر ضیاء المسیح صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

حسین شاکر زبیری کرسمس کے عنوان میں لکھتے ہیں کہ:

انجیل لوقا میں سیدنا مسیح علیہ السلام کی ولادت کو قیصر اوگوسٹس کے عہد حکومت میں ہونے والی مردم شماری سے بھی منسوب کیا گیا ہے۔ انجیل لوقا کے دوسرے باب کا آغاز یوں ہوتا ہے ''ان دنوں میں ایسا ہوا کہ قیصر اوگوسٹس کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ ساری مملکت کے لوگوں کے نام لکھے جائیں یہ پہلی اسم نویسی سوریہ کے حاکم کو رینس کے عہد میں ہوئی اور سب لوگ نام لکھوانے اپنے اپنے شہر کو گئے۔'' [1]

---

[1] لوقا ۲:۱،۳

عیسائیت کے مشہور مورخ ''بارنی کا سدان'' اور ''انڈریوس یونیورسٹی'' کے پروفیسر ڈاکٹر سموئیل دونوں رومیوں کی مردم شماری کے متعلق اپنی اپنی تحقیقی کتب میں یہ ریمارکس دیتے ہیں:

یروشلم سے بیت لحم صرف چار میل کے فاصلے پر ہے رومی لوگ اپنے مقبوضہ علاقوں میں رائج رسم ورواج کے دوران یعنی کسی تہوار کے موقع پر لوگوں کی مردم شماری کرنے میں مشہور تھے ۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے معاملے میں انہوں نے اپنے صوبوں کے لوگوں کی رپورٹ لینے کے لئے ایسا وقت اختیار کیا جو ان کے لئے آسان اور مناسب ہو۔سردیوں کے عین وسط میں لوگوں کو مردم شماری (جو ٹیکس عائد کرنے اور وصول کرنے کے لئے کی گئی تھی) بلانا غیر مناسب اور غیر منطقی سی بات ہے بلکہ زوال پذیر حالات میں ٹیکس عائد کرنے کا موزوں اور منطقی وقت فصلوں کی کٹائی کے بعد کا ہی ہوگا۔ کہ جب لوگ کٹائی کے بعد اپنے ٹیکس اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے ہوں۔

تابوت نصاریٰ میں آخری کیل ٹھونکنے کا کام کینن فیرر،سابقہ پوپ بینڈ یکٹ نے کیا۔

کینن فیرر نے بھی اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''لائف آف کرائسٹ'' میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے یوم ولادت کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ انجیل (لوقا8:2) سے صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس رات گڈریے گلہ کو لیے ہوئے بیت اللحم کے کھیتوں میں موجود تھے لیکن انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں کرسمس ڈے کے آرٹیکل پر لکھنے والے نے اس پر ایک نہایت عمدہ تنقید کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ دسمبر کا مہینہ تو ریاست یہودیہ (فلسطین) میں سخت سردی و بارش کا مہینہ ہے، ان دنوں بھیڑیں یا گڈریے کس طرح کھلے آسمان تلے رہ سکتے ہیں؟ [1]

---

[1] لائف آف کرائسٹ از کینن فیرر 1831 تا 1903 ''عالمی مذاہب کا تقابلی مطالعہ''

اسی طرح سابقہ پوپ بینڈیکٹ بھی حال ہی میں شائع ہونے والی اپنی کتاب
”Jesus of Nazareth“میں رقم طراز ہیں:

"The Christian calendar is actually based on a blunder by a sixth century monk (Dionysius Exiguus), who the Pope says was several years off in his calculation of Jesus' birth date."

Our calendar which is based on the month and year of Jesus birth-is wrong!

That means we must stop celebrating Jesus birthday on December 25th! It also means we must stop celebrating New Years, too!

ترجمہ:” عیسوی کیلنڈر چھٹی صدی کے ایک راہب (Dionysius Exiguus) کی خطا کا نتیجہ ہے جسکے بارے پادری صاحب کا کہنا ہے کہ وہ یسوع المسیح کی تاریخ پیدائش کے حساب میں بہت پیچھے رہ گیا ہے“

”ہمارا کیلنڈر جو یسوع المسیح کی ماہ پیدائش اور سال پیدائش پر منحصر ہے، وہ غلط ہے“

”اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو ہمیں یسوع مسیح کی تاریخ پیدائش 25 دسمبر یعنی کرسمس کو منانا چاہیے اور نہ ہی نیا سال“

قرآن مجید فرقان حمید نے بھی مسیح علیہ السلام کی پیدائش کا مختصر تذکرہ یوں کیا ہے:

﴿فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا فَنَادٰٮهَا مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا وَهُزِّىْۤ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْنًا﴾

''پھر دردِزہ اسے (مریم علیہا السلام کو) کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ وہ کہنے لگی: اے کاش! میں اس سے پہلے مر جاتی اور بھولی بھلائی ہوتی۔ پھر اس (فرشتے) نے اس کے نیچے سے آواز دی کہ غم نہ کر، یقیناً تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔ اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا، وہ تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرائے گا تو کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔'' [1]

اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ مسیح علیہ السلام کی جائے پیدائش ریاست یہودیہ کے شہر بیت اللحم میں ہوئی جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

''بَيتُ اللَحَم حَيثُ وُلِدَ عِيسىٰ۔'' [2]

اور اس علاقے میں موسم گرما کے وسط یعنی جولائی، اگست میں ہی کھجوریں ہوتی ہیں۔ قرآن مجید کے ذریعے اللہ نے یہ امر واضح کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کھجوریں پکنے کے مہینے' جولائی یا اگست کے کسی دن میں ہوئی تھی نہ کہ 25 دسمبر کو، جو کہ یہودیہ (موجودہ فلسطین) میں سخت سردی اور بارشوں کا مہینہ ہوتا تھا۔

جہاں تک یہ خیال کیا جاتا ہے کہ سرد موسم میں کھجوروں کا پکنا ایک معجزہ یا کوئی کرامت بھی ہوسکتا ہے تو اس پر بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ آیت کے ظاہری سیاق وسباق سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اس درخت پر پہلے ہی سے پھل موجود تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے صرف تنے کو ہلانے کا حکم دیا وگرنہ جو اللہ مریم کے حجرہ میں بے موسمی پھل مہیا کرسکتا ہے وہ درخت کے نیچے کیوں نہیں گرا سکتا۔ بہر حال چشمہ ایک کرامت معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہاں صاف الفاظ ہیں کہ تیرے رب نے تیرے نیچے

---

[1] سورہ مریم 23 تا 25۔ [2] سنن نسائی، رقم 450۔

ایک چشمہ جاری کر دیا ہے اور پھر یہ کہ اس چشمے کا پانی پینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔ [1]

جرمن قبائل قدیم زمانہ سے اس موسم کو تعظیم اور تکریم کا موسم سمجھتے تھے۔ سیکنڈے نیویا (ناروے، سویڈن، ڈنمارک) کے قدیم باشندوں کا عقیدہ تھا کہ تمام دیوتا 25 دسمبر کو زمین پر اترتے ہیں اور 6 جنوری تک انسانوں کی تقدیر بدلنے کی تدبیر کرتے رہتے ہیں۔ [2]

مذکورہ بالا حوالوں سے یہ بات تو روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ 25 دسمبر مسیح علیہ السلام کی یوم ولادت نہیں بلکہ یہ دن دیگر اغراض کی وجہ سے یوم پیدائشِ مسیح علیہ السلام بنا دیا گیا۔ قاموس الکتاب کے حوالے سے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جشن زحل رومیوں کا تہوار جو عیاشیوں کی نظر ہو چکا تھا، اس کو ایک مقدس تہوار سے بدل دیا گیا تا کہ لوگوں کا رجحان مذہب کی طرف ہو جائے، مگر کس کو معلوم تھا کہ یہ مقدس تہوار جشن زحل سے بھی زیادہ خطرناک صورت اختیار کر جائے گا۔

---

[1] (مولف کی ذاتی رائے ہے) کہ انسان جب اپنے سر پر پانی ڈالتا ہے تب ہی آنکھوں کو ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے یا پھر تب جب وہ اپنے منہ پر پانی بہاتا ہے تو کون ایسا میزبان ہوگا جو اپنے مہمان کو سخت سردی اور مصیبت کی حالت میں یہ کہے کہ میں نے آپ کے لئے ٹھنڈے پانی کا انتظام کر دیا ہے آپ یا تو سر پر پانی ڈال کر یا پھر چہرہ دھو کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لیں جبکہ سخت سردی کے موسم میں تو سر یا چہرے پر پانی ڈالنا درکنار پانی پینے کے تصور سے سردی لگنا شروع ہو جاتی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ مریم علیہا السلام کی حالت پریشانی میں دلجوئی اور حوصلہ افزائی کے لئے ٹھنڈے پانی کا چشمہ جاری کیا اور جو اسکے مصرف بتائے وہ بھی موسم گرما میں ہی ایک نعمت معلوم ہوتے ہیں۔ (واللہ عالم!)

[2] ذکر محمدؐ۔

آپ جان چکے ہیں کہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ پیدائش نہ تو انجیل سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی اور مستند ذریعہ سے اسکا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ ویسے بھی ابتدائی تین صدیوں تک میلاد مسیح علیہ السلام کو منانا، مشرکانہ اور بت پرستانہ فعل سمجھا جاتا تھا۔ کیتھولک انسائیکلو پیڈیا رومن کیتھولک چرچ کا حوالے دیتے ہوئے حسین شاکر زبیری صاحب اپنے کرسمس کے مکالے میں رقم طراز ہیں۔

نیٹل ڈے کے عنوان سے لکھے گئے آرٹیکل میں اس بات کی شہادت بھی ملتی ہے کہ کلیسا کی انتہائی عظیم شخصیت اور ابتدائی کیتھولک پاپ آریجن نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ مقدس صحائف میں یوم پیدائش کے موقع پر کسی عظیم دعوت کا انعقاد کرنے یا اسے بحیثیت تہوار منانے کا کوئی ایک بھی حوالہ موجود نہیں یہ تو نمرود، فرعون اور نکی طرح کے گنہگار کفار ہیں جو اس دنیا میں اپنی پیدائش کے دن کسی تہوار یا بڑی دعوت کا انعقاد کرتے ہیں۔ بشکریہ ماہنامہ محدث![1]

جناب پاپ آریجن کے قول کی تصدیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ نمرود ایک بار شکار کرنے جنگل میں گیا اور واپس نہ آیا تو اس کی بیوی (جو کہ اس کی ماں بھی تھی) نے کہا کہ میرا بیٹا پاپاتال میں آرام کرنے کے لئے گیا ہے۔ لہٰذا ہم ہر سال اس دن بطور عید خوب دھوم دھام سے جشن منایا کریں گے دوسری دلیل یہ ہے کہ جب یوحنا (یحییٰ علیہ السلام) کا قتل کیا گیا تو تب بھی ہیرودیس کا جشن ولادت ہی منایا جارہا تھا جس کی خوشی میں ہیرودیس نے یوحنا نبی کا سر کٹوا کر پیش کر دیا محض ایک ناچنے والی کی خواہش پر۔[2]

یہ وہ حوالے ہیں جس سے پاپ آریجن کی بات درست ثابت ہوتی ہے۔

---

[1] بابت ماہ فروری 2014ء، ص66۔

[2] متی 6:14۔

☆ یہ ایک بت پرستانہ وخود ساختہ رسم تھی جس کے بارے میں بعد ازاں مختلف کلیساؤں کی طرف سے اس کی روک تھام کے لیے متعدد احکامات بھی جاری کیے گئے۔
جبکہ یہ صرف ماضی میں ہی نہیں بلکہ عصر حاضر میں بھی اس کی مثال ملتی ہے مثلاً ایک مسیحی چینل مشیاخ ٹی۔وی، نے اپنے سوشل میڈیا کے آفیشل پیج پر 1651 کے ایک پبلک نوٹس کی تصویر پوسٹ کی، جس پر لکھا تھا:
کیا آپ کو معلوم ہے کہ 1649 عیسوی میں برٹش سرحدوں میں یہ کہہ کر کہ 25 دسمبر (کرسمس) پر پابندی لگا دی گئی کہ یہ بت پرستانہ رسموں کے فروغ کا باعث بن رہا ہے یہ پابندی 1660 عیسوی میں سیاسی دباؤ کے باعث ہٹا دی گئی۔مزید تفصیلات کے لئے دیکھیے: (1)
ماہر الٰہیات کرسمس کے عنوان پر لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ: اگرچہ بعض رسومات جو مسیحی نہیں تھیں کرسمس سے منسوب کی گئی ہیں تاہم اب انہوں نے بھی مسیحی رنگ اپنا لیا ہے۔مثلاً،

کرسمس ٹری:

کرسمس ٹری کے بارے میں خود مسیحی حضرات اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ جیسے 25 دسمبر کرسمس کا مسیحی تعلیمات ورسومات، سے کوئی تعلق نہ ہے اسی طرح کرسمس ٹری کا بھی عیسائیت میں یا 25 دسمبر سے کوئی تعلق نہیں۔قدیم مذاہب میں مختلف باطل معبودوں کی عبادت کے ساتھ ساتھ شجر پرستی بھی ایک طریقہ عبادت رہا ہے بلکہ اس کی جھلک آج بھی ہندوستان میں دیکھی جا سکتی ہے۔ (2)
قدیم مذاہب میں ایسے درختوں کی عبادت ہوتی رہی ہے جو درخت سدا بہار ہوتے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ درختوں کے پتوں کا سوکھ جانا اور جھڑ جانا دراصل

(1) Collier,s انسائیکلوپیڈیا۔ (2) قاموس الکتاب صفحہ نمبر 147۔طبع M.I.K۔

اس بات کی علامت ہے کہ خدا ان درختوں سے ناراض ہے جو درخت سارا سال سر سبز رہتے ہیں نا صرف ان درختوں پر دیوتا بسیرا کرتے ہیں بلکہ یہ درخت خدائی صفات کے حامل بھی ہیں صرف اس لئے کہ ان پر خزاں اثر انداز نہیں ہوتی لہٰذا اسی کے پیش نظر شجر پرستی کا آغاز ہوا چونکہ یہ درخت معبود کی حیثیت اختیار کر چکے تھے لہٰذا ان کے آگے نذرانے اور تحائف پیش کئے جانے لگے، منت اور مرادوں کو پورا کروانے کے لئے ان پر دھاگے باندھے جانے لگے چاند ستارے اور سورج پرست اقوام چونکہ اس دور میں عروج پر ہوتی تھیں تو اس قوم نے اپنے بڑے معبودوں کی توجہ حاصل کرنے کے لئے ان درختوں پر چھوٹے چھوٹے چاند اور ستارے بھی لٹکانے شروع کر دیے تاکہ درختوں کے ساتھ ساتھ انکی بھی عبادت ہوتی رہے۔

جبکہ مسیحی حضرات اب تو خود اس بات کا اقرار کرتے نظر آتے ہیں جیسے کہ مشایخ ٹی،وی نے اپنے آفیشل میڈیا پیج پر ایک اشتہار شائع کیا:

تاریخ دان اس بات پر متفق ہیں کہ سدا بہار درختوں کو سجانا اور ان کے نیچے تحائف رکھنا ان رسومات کی جڑیں قدیم ایرانی مذہب ''Mithraism'' میں ملتی ہیں۔ [1]

اگر آپ مروجہ دور کے کرسمس ٹری کو پیش نظر رکھتے ہوئے مذکورہ تاریخ کا جائزہ لیں تو آپ کو خود اس بات کا اندازہ ہو جائے گا کہ معبود شجر اور کرسمس ٹری میں کوئی فرق نہیں مندرجہ ذیل واقعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ کرسمس ٹری کا آغاز اتنا بُرا نہیں جتنا کہ اس کا انجام۔

مسیحی لوگ اپنی پرانی ثقافتی روایات کے مطابق کرسمس کے دن حضرت مریم علیہاالسلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جبرائیل علیہ السلام کا کردار مختلف اداکاروں کے ذریعے ایک ڈرامے کی شکل میں پیش کرتے تھے۔ راقم عاصی اپنے زمانۂ عیسائیت میں خود کئی بار ایسے ٹیبلوز میں مختلف کردار ادا کر چکا ہے اس میں تمام واقعہ دہرایا جاتا تھا، جو مریم علیہاالسلام

---

[1] سوشل میڈیا پیج آف مشایخ ٹی،وی۔

کے ساتھ مسیح علیہ السلام کی ولادت کے ضمن میں پیش آیا۔اس واقعے کے دوران میں درخت کو مریم علیہا السلام کا ساتھی بنا کر پیش کیا جاتا اور دکھایا جاتا کہ وہ اپنی اُداسی اور تنہائی کی یہ ساری مدت اس ایک درخت کے پاس بیٹھ کر گزار دیتی ہیں۔ چونکہ یہ درخت بھی اسٹیج پر سجایا جاتا تھا اور ڈرامے کے اختتام پر لوگ اس درخت کی ٹہنیاں تبرک کے طور پر ساتھ لے جاتے اور اپنے گھروں میں ایسی جگہ لگا دیتے جہاں اُن کی نظریں اُن پر پڑتی رہیں۔ یہ رسم آہستہ آہستہ کرسمس ٹری کی شکل اختیار کر گئی اور لوگوں نے اپنے اپنے گھروں میں ہی کرسمس ٹری بنانے اور سجانے شروع کر دیے اس ارتقائی عمل کے دوران میں کسی ستم ظریف نے اس پر بچوں کے لیے تحائف بھی لٹکا دیے جس پر یہ تحائف بھی کرسمس ٹری کا حصہ بن گئے ۔کرسمس ٹری کی بدعت ایک عرصہ تک جرمنی تک محدود تھی۔1847ء میں برطانوی ملکہ وکٹوریہ کا خاوند جرمنی گیا اور اسے کرسمس کا تہوار جرمنی میں منانا پڑا تو اس نے پہلی مرتبہ لوگوں کو کرسمس ٹری بناتے اور سجاتے دیکھا۔ اسے یہ حرکت بہت بھلی لگی، لہٰذا وہ واپسی پر ایک ٹری ساتھ لے آئے۔ 1848ء میں پہلی مرتبہ لندن میں کرسمس ٹری بنوایا گیا۔ یہ ایک دیوہیکل کرسمس ٹری تھا، جو شاہی محل کے باہر آویزاں کیا گیا۔ 25 دسمبر 1848ء کو لاکھوں لوگ یہ درخت دیکھنے لندن آئے اور اُسے دیکھ کر گھنٹوں تالیاں بجاتے رہے۔اس دن سے لے کر آج تک تقریباً تمام ممالک میں کرسمس ٹری عموماً مسیحی گھروں میں بنایا جاتا ہے۔ (1)

ایک رپورٹ کے مطابق آج کل صرف برطانیہ میں 70 لاکھ کرسمس ٹری بنائے جاتے ہیں جن پر 150 بلین پاؤنڈ خرچ آتے ہیں۔ اس پر ستم ظریفی یہ کہ 200 بلین پاؤنڈ کے بلب اور چھوٹی ٹیوب لائٹس بھی نصب کی جاتی ہیں۔کرسمس ٹری پر لائٹس تقریباً پورا مہینہ جلائی جاتی ہے۔ یوں صرف ایک ٹری پر ہزار پاؤنڈ یعنی

(1) ایوری مینز انسائیکلو پیڈیا، نیو ایڈیشن 1958ء۔

ایک لاکھ ستر ہزار روپے تک کی بجلی جلتی ہے۔ یہ اعداد و شمار صرف برطانیہ کے ہیں، باقی کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔کرسمس کا آغاز ہوا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں میں مذہبی رجحان پیدا کیا جائے۔لیکن پھر کرسمس ٹری آیا، پھر موسیقی، پھر ڈانس اور آخر میں شراب بھی اس میں شامل ہوگئی۔شراب کے داخل ہونے کی دیر تھی کہ یہ تہوار عیاشی کی شکل اختیار کر گیا۔صرف برطانیہ کا یہ حال ہے کہ ہر سال کرسمس پر 7ارب30 کروڑ پاؤنڈ کی شراب پی جاتی ہے۔ 25دسمبر 2005ءکو برطانیہ میں جھگڑوں ،لڑائی ، مار کٹائی کے دس لاکھ واقعات سامنے آئے۔شراب نوشی کی بنا پر 25دسمبر 2002ءکو آبرو ریزی اور زیادتی کے 19ہزار کیس درج ہوئے۔ایک سروے کے مطابق برطانیہ کے ہر 7میں سے ایک نوجوان نے کرسمس پرشراب نوشی کے بعد بدکاری کا ارتکاب کیا۔امریکہ کی حالت اس سے بھی گئی گزری ہے۔امریکہ میں ٹریفک کے قوانین کی اتنی خلاف ورزیاں ہوتی ہیں کہ پورا سال نہیں ہوتیں۔ 25دسمبر کو ہر شہری کے منہ سے شراب کی بُو آتی ہے۔شراب کے اخراجات چودہ ارب ڈالر تک پہنچ جاتے ہیں۔صرف اٹلانٹک سٹی کے جوا خانوں میں اس روز 10ارب روپے کا جوا ہوتا ہے۔لڑائی مار کٹائی کے واقعات کی چھ لاکھ رپورٹس درج ہوتی ہیں۔ 25دسمبر 2005ءکو کرسمس کے روز کثرت شراب نوشی کی وجہ سے حادثوں کے دوران میں اڑھائی ہزار امریکی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔پانچ لاکھ خواتین اپنے بوائے فرینڈز اور خاوندوں سے پٹیں۔اب تو یورپ میں بھی ایسے قوانین بن رہے ہیں جن کے ذریعے شہریوں کو یہ تلقین کی جاتی ہے کہ وہ کرسمس کی عبادت کے لیے اپنے قریب ترین چرچ میں جائیں،شراب نوشی کے بعد اپنی گلی سے باہر نہ نکلیں۔ خواتین بھی اس خراب حالت میں اپنے بوائے فرینڈز اور خاوندوں سے دور رہیں۔ مذکورہ بالا اعداد و شمار 2004ءاور 2005ءکے ہیں۔

ہم مسلمان بھی اپنی عیدوں پر قانون قدرت کی خلاف ورزیاں کرتے ہیں اور طرح طرح کی بدعتوں کے شکار ہو چکے ہیں لیکن عیسائی دنیا اس معاملے میں مسلمانوں کے مقابلے میں بہت آ گے ہے۔

اب تو عیسائیوں کے اندر بھی ایسے گروہ پیدا ہو چکے ہیں جو کرسمس کو پسند نہیں کرتے۔ یہ لوگ اس تہوار پر مختلف اعتراضات کرتے ہے۔مثلاً مسیح علیہ السلام نے اپنی زندگی میں کرسمس نہیں منائی۔اس کے بعد بھی تین صدیوں تک اس تہوار کا نام ونشان نہیں تھا،اس سے کرسمس کی حقیقت مشکوک ہو جاتی ہے۔ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیوں نے کرسمس کو سپانسر کر کے اسے مذہبی تہوار کی بجائے دکانداری بنا دیا ہے۔جبکہ از روئے بائبل عیسائی مذہب اور اس کے تہواروں میں درخت کی کوئی گنجائش نہیں یرمیاہ نبی کی بابت کتاب مقدس میں واضح الفاظ میں یہ حکم موجود ہے:

اے اسرائیل کے گھرانے! جو کلام خداوند تجھ سے کرتا ہے اسے سن۔خداوند یوں فرماتا ہے:

تم دیگر قوموں کی روشیں نہ سیکھو اور آسمانی علامات سے ہراساں نہ ہو،خواہ اور قومیں ان سے ہراساں کیوں نہ ہوتی ہوں۔

کیونکہ لوگوں میں فضول رسم و رواج پائے جاتے ہیں، وہ جنگل میں ایک درخت کاٹتے ہیں اور بڑھئی اسے تیشہ سے تراشتہ ہے۔

وہ اسے چاندی اور سونے سے آراستہ کرتے ہیں ، پھر اسے ہتھوڑے سے میخیں ٹھونک کر مضبوط کرتے ہیں تا کہ وہ لڑکھڑانے نہ پائے۔ [1]

بائبل میں تقریباً 38 مقامات سے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ عیسائیت میں شراب نوشی حرام ہے جبکہ اس روز شراب نوشی اہتمام کے ساتھ کی جاتی ہے۔

---

[1] یرمیاہ: باب ۱۰، فقرہ ۱ تا ۵۔

جنوں کا نام خرد پڑگیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے
غمِ جہاں سے جسے ہو فراغ کی خواہش
وہ ان کے درد محبت سے ساز باز کرے

''**کرسمس پیکج**''میں سے ایک چیز رہی گئی جاتے جاتے اس کو بھی ملاحظہ فرماویں!

''**سانتا کلاز**''جس کو''فادر کرسمس'' بھی کہا جاتا ہے مسیحی حضرات اس کردار کو جنابِ پوپ نیکولس 270 تا 343 AD جو کہ غریب بچوں میں تحائف تقسیم کیا کرتے تھے سے لیتے ہیں وہ محض ریا کاری سے بچنے کے لئے اپنا روپ بدل کر ان لوگوں میں خوشیاں بانٹنے کی کوشش کیا کرتے تھے جو کہ معاشرے کا پسماندہ طبقہ تصور کیا جاتا تھا، کہاں ریارکاری سے بچتے ہوئے سیاہ فارم پوپ نیکولس غریب اور نادار بچوں میں خوشیاں بانٹتا ہوا اور کہاں مروجہ اور سفید فام (جو کہ صرف گوروں کی نمائندگی کرتا نظر آتا ہے) جھوٹ، فریب اور مکر کی دنیا آباد کرنے والا سانتا کلاز جس کے بارے میں ننھے ننھے ذہنوں میں یہ تصورات بیٹھا دیے گئے ہیں کہ سانتا کلاز اچھے بچوں کا دوست ہے مگر برے بچوں کا نا صرف وہ دوست نہیں بلکہ ان کو سزا بھی دیتا ہے یہ کہ وہ سارا سال نورتھ پول میں رہ کر بونوں کی ایک جماعت کی مدد سے اچھے بچوں کے لئے تحائف تیار کرتا رہتا ہے جبکہ کرسمس کی رات ہر بچے کے گھر تحائف پہنچانا اس کا فرض منصبی ہے مزید اس کے پاس اڑنے والی ایک بگھی ہے جسکو آٹھ ہرن لے کر اڑتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ وہ دیو مالائی جھوٹی کہانیاں ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں ایک سروے رپورٹ کے مطابق کرسمس کی ساری رات انتظار کرنے کے بعد جب بچوں کو

تحائف نہیں ملتے تو بچے نہ صرف مایوس ہوتے ہیں بلکہ احساسِ کمتری کا شکار بھی ہو جاتے ہیں بعض بچے یہ بات سوچنے پر مجبور ہوجاتے کہ شائد ہمارا شمار اچھے و لائق بچوں میں نہیں ہوا جبکہ یہ احساس غریب بچوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے کیونکہ آج کا سانتا کلاز غریبوں کے لئے نہیں بلکہ امیروں کے لئے ڈیزائن کیا گیا ہے لیکن ان بے چارے معصوموں کو کیا خبر کہ ایسا تو کوئی کردار ہے ہی نہیں جیسا کہ انہوں نے اپنے ذہنوں میں ایک چھوٹی سی دنیا بسا رکھی ہے بلکہ یہ تو جھوٹ کی وہ گولی ہے جو والدین بچپن ہی میں انہیں کھلا دیتے ہیں جس سے حقائق سمجھنے کی تمام صلاحیتیں کمزور پڑ جاتی ہیں۔یعنی انسان تخیلاتی قصے اور کہانیوں کا عادی ہوجاتا ہے۔

اس سے بھی ایک اور خطرناک بات وہ یہ ہے کہ سانتا کلاز اور اس سے جڑے واقعات کا جب بغور جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی جڑیں قدیم جرمنی تہذیب کے دیوتا اوڈن ''Odin'' سے جاملتی ہیں اب تک بے شمار کتب اس موضوع پر لکھی جا چکی ہیں تاہم ہم یہاں دو کتب اور ایک مسیحی ٹی وی چینل مشایخ کی سوشل میڈیا کی ایک پوسٹ سے مختصر اقتباس مندرجہ ذیل پیش کئے دیتے ہیں جس میں جرمن دیوتا اوڈن اور موجودہ سانتا کلاز کی مشترکہ چیزیں پیش کی جارہی ہیں:

جرمن دیوتا "اوڈن"	سانتا کلاز
سفید لمبی داڑھی	سفید لمبی داڑھی
Lord of the Elfhiem (بونے)	سانتا بھی بونوں کی ایک جماعت کا سردار ہے
جرمن دیوتا آٹھ ٹانگوں والے گھوڑے پر سواری کرتا تھا	سانتا کی بگھی کو آٹھ ہرن کھینچتے ہیں

اوڈِن دیوتا نارتھ پول کے قریب رہتا تھا	سانتا بھی نارتھ پول میں رہتا ہے
اوڈِن دیوتا پوری دنیا کا چکر لگا تا تھا	سانتا بھی ایک رات میں پوری دنیا کا چکر لگا کر بچوں کو تحائف تقسیم کرتا ہے
اوڈِن بچوں کو سزا دینے کے لئے کرمپس کا استعمال کرتا تھا	سانتا بھی اس کام کیلئے کرمپس کا استعمال کرتا ہے
جرمن دیوتا جرابوں یا جوتوں میں تحائف چھوڑ کر جاتا تھا	سانتا بھی جرابوں یا جوتوں میں تحائف چھوڑ کر جاتا ہے۔[1]

اتنی نہ بڑھا پاکیِ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

ناظرین آپ نے دیکھا کہ سانتا کلاز کے ڈھیلے ڈھالے بھولے بھالے سے کردار کے پیچھے کیسی حقیقت پنہاں ہے

جبکہ یرمیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا: اے اسرائیل کے گھرانے! وہ کلام جو خداوند تم سے کرتا ہے سنو! خداوند یوں فرماتا ہے کہ تم دیگر اقوام کی روش اختیار نہ کرو۔[2]

لیکن میرے عزیز مسیحیوں نے شائد اس آیت کا الٹا مطلب سمجھا ہے یعنی کلیساؤں نے ثواب سمجھتے ہوئے نہ صرف ہر قوم کی روش اختیار کی بلکہ بیشتر بت پرست مذاہب و تہاذیب سے تبرکاً ایک دو دو عقائد و نظریات بھی مسیحیت میں ضم کر لئے لہٰذا مروّجہ مسیحیت کو اگر معجونِ مذاہب کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

لہٰذا تعلیمات بائبل کے بعد بھی باطل اور بت پرستانہ روش اختیار کرنے کی دو ہی وجوہات سمجھ میں آتی ہیں یا تو یہ لوگ اسرائیل کے گھرانے سے نہیں اور اس لئے

---

[1] سوشل میڈیا پیج آف مشیاخ ٹی، وی/Gallery of Erice W.Brown Irrifutable Proof That Santa is Odin۔

[2] یرمیاہ: باب ۱۰، فقرہ ۲۔

اسرائیل کے خدا کی مانتے نہیں دوسرا یہ کہ یا پھر یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں مسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا: ان کے کان تو ہیں مگر وہ سنتے نہیں۔ [1]

مندرجہ بالا حوالا جات سے بات آسانی سے سمجھ آجاتی ہے کہ تعلیمات بائبل کتنے واضح انداز میں ان باطل روایات ورسومات کا رد کرتی ہیں جس کا یہود ونصاریٰ کی رسومات سے دور کا بھی تعلق نہ ہے۔لہٰذا مسیحی بہن بھائیوں کے ساتھ ساتھ چند ایسے مسلمان دوستوں کو بھی ہوش کے ناخن لینے چاہیے جو ماہ دسمبر کے آتے ہی کرسمس سے اپنی دوکانیں، شاپنگ مال اور ریسٹوران سجانے شروع کر دیتے ہیں جس کا واحد مقصد اپنے گاہک کو خوش کرنا اور اپنے کاروبار کو عروج دینا ہوتا ہے۔

یاد رکھیے کہ ان بت پرستانہ رسومات وروایات کو رواج دینا دراصل اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے جھوٹی اور شرک وبدعت سے لت پت ڈیکوریشن سے عروجِ کاروبار ہونہ ہو زوالِ ایمان کے قوی امکانات موجود ہیں۔

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

خلاصۂ کلام:

ہر نبی اور رسول نے اپنے ماننے والوں کو حکم دیا کہ تم لوگ اپنی خوشیوں میں بے اعتدالی اور خرمستیوں سے بچو، اسے عیاشی اور ہلے گلے کی نظر نہ کردو، مگر انسان نے خوشیاں منانے کے سلسلے میں ہمیشہ قدرت کے اس قانون کی خلاف ورزی کی۔ مذکورہ بالا تفصیلات سے کرسمس کی حقیقت سمجھنے میں آسانی ہوگئی ہے کہ اس کا مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، اسے خواہ مخواہ عیسائیت کے ساتھ نتھی کیا گیا ہے۔

---

[1] مرقس، باب 8، فقرہ 18۔

جناب مسیح علیہ السلام کی تاریخ پیدائش کا حتمی علم نہ ہونا اور ابتدائے مسیحیت میں اس دن کے منانے کا عدم ثبوت ہمارے موقف کو مزید تقویت پہنچاتا ہے۔

مسلمان اور کرسمس:

اسلام کی روشنی میں ایسے موقع پر ایک مسلمان کو مسیحیوں کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟ دنیا میں بے شمار لوگ ایسے پائے جاتے ہیں جو محض نمود و نمائش کے لیے اپنی تاریخ پیدائش کچھ ایسے دنوں سے منسوب کر لیتے ہیں جو قومی یا عالمی سطح پر معروف ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے یوم ولادت پر مبارک باد دینا بھی خلاف واقعہ ہے۔ جبکہ کسی ایسی شخصیت اور دن کو ماننا اور اس کے بارے میں مبارک باد پیش کرنا کہ جن کے متعلق اوّل تو یہ بات واضح ہے کہ ماضی میں ان تاریخوں میں سورج دیوتا، سیّارے و دیگر بتوں کی پیدائش کا جشن منایا جاتا تھا۔

دوم مسیح علیہ السلام کی پیدائش کا دن تو درکنار سن پیدائش بھی معلوم نہیں۔

سوم یہ کہ عیسائیوں کا جس دن کے بارے میں عقیدہ یہ ہو کہ آج کے دن یعنی 25 دسمبر کو اللہ کا بیٹا پیدا ہوا تھا (معاذ اللہ)۔ ایک مسلمان کسی کو اس پر کیسے مبارک دے سکتا ہے؟ یاد رکھیں یہ وہ بات ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ☆ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا﴾

”اور انہوں نے کہا رحمان نے کوئی اولاد بنالی ہے، بلاشبہ تم ایک بہت بھاری بات (گناہ) تک آ پہنچے ہو۔ قریب ہے کہ اس بات سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر پڑیں کہ انہوں نے رحمان کے لیے کسی بیٹے کا دعویٰ کیا۔“[1]

---

[1] سورہ مریم 19: 88 تا 91۔

لہٰذا مسیحی حضرات کو مبارک باد دینا یا اس ضمن میں کسی بھی تقریب میں شرکت کرنا اسلامی نظریے کے مطابق درست نہیں۔ بعض حضرات سوال کرتے ہیں کہ ہم تو Merry Christmas کہتے ہیں جبکہ اسکا مطلب یہ تو نہیں کہ ہم کہتے ہیں مبارک ہو خدا کہ ہاں بیٹا پیدا ہوا۔

جواب: یقیناً لغوی اور ظاہری اعتبار سے اس کا مطلب یہ نہیں بنتا اسکا مطلب ہے کہ کرسمس مبارک اور یہ الفاظ مجوعہ ہے Christ یعنی مسیح اور Mass اجتماع کا یعنی مسیح علیہ السلام کے لئے اجتماع اور مسیحی اس اجتماع کا انعقاد اسی خوشی میں کرتے ہیں کہ آج کے دن خدا کا بیٹا پیدا ہوا تھا۔

مگر افسوس کہ ہمارے کچھ نام نہاد علمائے کرام اور آج کا ماڈریٹ مسلمان خواہ مخواہ غیروں کی تہذیب وتمدن سے مرعوب نظر آتا ہے اور بے علمی و جہالت اور نام نہاد روشن خیالی کے سبب نہ صرف مبارک باد اور خوشی کا اظہار کرتا ہے بلکہ مسلمان بھی اس موقع پر برپا کی جانے والی شراب و شباب کی محافل میں شریک ہو کر اظہار یکجہتی کا عملی نمونہ پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسلام قبول کرنے سے قبل میری زندگی میں ایک کرسمس ایسا بھی آیا جس کو میں نے نیکی کا کام سمجھ کے خوب دھوم دھام سے منایا جس میں 80 فیصد میرے ایسے دوستوں نے شرکت کی جو مسلمان تھے اور صرف شرکت ہی نہیں کی بلکہ ثواب سمجھ کر کرسمس پارٹی کے اخراجات میں میری معاونت بھی کی مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ اب جبکہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور گھر میں یا دیگر مقامات پر درس قرآن کی مجالس میں شرکت کی دعوت دیتا ہوں تو وہی لوگ جو رات 3 بجے تک میرے ساتھ کرسمس مناتے تھے، عذر تراشتے ہیں۔

ابھی کل ہی کی بات ہے کہ میں جس مادر پدر آزاد تہذیب کو ٹھوکر مار کر آیا تھا، آج کے کچھ مادہ پرست، حواس باختہ سیکولر قسم کے مسلمان اُسی تہذیب پر رال ٹپکا رہے

ہیں۔جس بے مثال فلسفۂ توحید، لاجواب نظریۂ حیات اور آخرت کی لازوال کامیابی مجھے اور میرے جیسے کروڑوں لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لائی، وہیں اس دین کی تعلیمات سے بے بہرہ، اپنے اسلاف سے کٹے ہوئے، بے یقینی اور نا اُمیدی کا طوق اپنے گلے میں ڈالے ہوئے کچھ مسلمان اُس تعلیماتِ الٰہی سے نظریں چرا رہے ہیں جس کا بدل پوری کائنات میں نہیں۔اقبال رحمہ اللہ نے اسی کیفیت کا نقشہ کھینچا تھا:

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارہ؟
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِدارا
گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا
تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیّارہ
مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

رسالہ سہ ماہی ''ایقاظ'' نے اسی سلسلے میں فتاویٰ جمع وشائع کیے تھے جو ذیل میں پیش کیے جارہے ہیں:

''دورِرسالت مآب ﷺ میں ایک آدمی نے نذر مانی کہ وہ بوانہ کے مقام پر اونٹ قربان کرے گا۔تب نبی ﷺ نے فرمایا: کیا وہاں جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت تو نہیں پوجا جاتا تھا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا وہاں ان کے تہواروں میں سے کوئی تہوار تو منعقد نہیں ہوتا تھا؟ صحابہ ؓ نے عرض کیا: نہیں۔

تب آپ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کر لو کیونکہ ایسی نذر کا پورا کرنا درست نہیں جو معصیت ہو یا جو آدمی کے بس سے باہر ہو۔'' (1)

اس سے واضح ہوا کہ مسلمان کا ان مشرکانہ مراسم اور مقامات سے دور رہنا شریعت کو کس شدت کے ساتھ مطلوب ہے۔

مجالس کرسمس میں شرکت کا شرعی حکم:

✳ فقہاء نے اس مسئلہ (غیر مسلموں کے تہواروں میں شرکت نہ کرنے اور مبارک باد نہ دینے) پر اجماع نقل کیا ہے۔ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے شام کے عیسائیوں کو باقاعدہ پابند فرمایا تھا کہ دار الاسلام میں وہ اپنے تہواروں کو کھلے عام نہیں منائیں گے؛ اور اسی پر سب صحابہؓ اور فقہا کا عمل رہا ہے، چنانچہ جس ناگوار چیز کو مسلمانوں کے سامنے آنے سے ہی روکا گیا ہو، مسلمان کا وہیں پہنچ جانا اور شریک ہونا کیونکر روا ہونے لگا؟ اس کے علاوہ کئی روایات سے حضرت عمرؓ کا یہ حکم نامہ بھی منقول ہے:

''عجمیوں کے اسلوب اور لہجے مت سیکھو۔ اور مشرکین کے ہاں اُن کے گرجوں میں ان کی عید کے روز مت جاؤ، کیونکہ ان پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے۔'' (2)

علاوہ ازیں کافروں کے تہوار میں شرکت اور مبارکباد کی ممانعت پر حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ سب متفق ہیں۔

فقہ حنفی (3) فقہ مالکی (4) فقہ شافعی (5) فقہ حنبلی (6)

---

(1) ابوداوٗد، مسند احمد، ابن ماجہ۔ (2) اقتضاء الصراط المستقیم از شیخ الاسلام ابن تیمیہ۔
(3) البحر الرائق لابن نجیم ج ۸، ص ۵۵۵۔ (4) المدخل لابن حاج المالکی ج ۲ ص ۴۶۔۴۸۔
(5) مغنی المحتاج للشربینی ج ۴ ص ۱۹۱، الفتاوی الکبریٰ لابن حجر الھیثمی ج ۴ ص ۲۳۸۔۲۳۹۔
(6) کشف القناع للبھوتی ج ۳ ص ۱۳۱۔

فقہائے مالکیہ تو اس حد تک گئے ہیں کہ جو آدمی کفر کے تہوار پر ایک تربوز کاٹ دے وہ ایسا ہی ہے گویا اُس نے خنزیر ذبح کر دیا۔ [1]

کافر کو اُس کے مشرکانہ تہوار پر مبارکباد دینا کیسا ہے؟ اس پر امام ابن القیم الجوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''یہ ایسا ہی ہے کہ مسلمان اُسے صلیب کو سجدہ کرآنے پر مبارکباد پیش کرے! یہ چیز اس سے کہیں زیادہ سنگین ہے کہ آدمی کسی شخص کو شراب پینے یا حرام شرمگاہ کے ساتھ بدکاری کرنے پر مبارکباد پیش کرے۔ [2]

مندرجہ بالا گفتگو سے یہ مغالطہ نہیں ہونا چاہیے کہ اسلام تنگ نظر دین ہے۔ دینِ اسلام ہرگز تنگ نظری کی تعلیم نہیں دیتا بشرطیکہ حقیقی مذہبی تعلیمات کی خلاف ورزی نہ ہو۔ تعلیماتِ اسلام سے پتہ چلتا ہے کہ انبیاء و رُسُل اس کائنات میں سب سے برگزیدہ تھے، لہٰذا وہ لوگ ہمیں ان انبیاء و رسل علیہم السلام سے محبت وعقیدت کی کیا تعلیم دیں گے جن کی اپنی کتابیں ان پر ایسے گندے اور گھناؤنے الزام لگاتی ہیں کہ پڑھنے والے کی آنکھیں شرم سے جھک جاتی ہیں۔ یہ مقدس معصوم عن الخطا لوگ تو قیامت تک پوری انسانیت اور زندگی کے لیے رول ماڈل ہیں۔''ایک شام مسیح علیہ السلام کے نام'' والا فلسفہ غلط اور ناقص ہے۔ ہر صبح وشام اللہ اور اس کے دین کے نام ہونی چاہیے۔ یہ لوگ محسنوں کی قدر اور رشتوں کا مقام ہمیں کیا بتائیں گے جو اپنے کتوں کو تو اپنے ساتھ سلاتے ہیں مگر اپنے بوڑھے والدین کو Old Home چھوڑ آتے ہیں۔ ان کے نزدیک تو تہذیب وتمدن کا مطلب ہی مذہب سے آزادی، ناچ گانا، مصوری، بت تراشی، بت پرستی، مرد وزن کا اختلاط، کثرت شراب نوشی، جنسی آوارگی، بے راہ روی، ہم جنس پرستی، سود اور لوٹ کھسوٹ ہے یعنی ہر طرح کی مادر پدر آزادی جس کے

---

[1] اقتضاء الصراط المستقیم ص 354۔ [2] احکام اھل الذمہ: ج 3 ص 211۔

بارے میں اقبال نے کہا تھا:

اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئ تہذیب کے انڈے ہیں گندے

جبکہ اسلام کے نزدیک لفظ تہذیب کا معنی ہی سجانا، آراستہ کرنا، حسین بنانا ہے۔ ہمارے یہاں ہر وہ عمل جزو تہذیب ہے جو ہماری شخصیت کو حسین بنائے اور ہمارے کردار کو عظیم بنائے، نیز ہماری دنیا و آخرت کو سنوارے۔ یہ ہماری تہذیب ہے۔ علم، اخلاص، خدمت اور محبت ہماری تہذیب کے بنیادی اجزا ہیں۔ یہ ہے وہ تہذیب اور اسلام کی بے مثال تعلیم جو نہ صرف انبیاء علیہم السلام کی عصمت، عزت اور مقام و مرتبہ کی حفاظت کا حکم دیتی ہے بلکہ ان کی اطاعت و اتباع اور ان سے ہر وقت محبت اور ہر لمحہ ان کی اطاعت کرنے کا درس دیتی ہے۔

اسلامی تہذیب وقتی طور پر جمود کا شکار ضرور ہے مگر یہ جمود اسلام کا مستقل مقدر نہیں۔ اسلامی تہذیب کا مستقبل بھی اپنے ماضی کی طرح روشن ہے۔ ان شاء اللہ!

بقول اقبال رحمہ اللہ:

دلیلِ صبح روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
اُفق سے آفتاب ابھرا، گیا دورِ گراں خوابی
پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں، وہ کارواں تُو ہے
مکاں فانی، مکیں آنی، ازل تیرا، اَبَد تیرا
خدا کا آخری پیغام ہے تُو جاوداں تُو ہے
حِنا بندِ عروسِ لالہ ہے خونِ جگر تیرا
تری نسبت براہیمی، ہے معمارِ جہاں تُو ہے

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا
یہی مقصودِ فطرت ہے، یہی رمزِ مسلمانی
اُخوت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی
یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں
یقیں افراد کا سرمایۂ تعمیرِ ملت ہے
یہی قوت ہے جو صورت گرِ تقدیرِ ملت ہے
تو رازِ کُن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا
خودی کا رازِ داں ہو جا، خدا کا ترجماں ہو جا
ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو
اُخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا
ترے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی!
نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر سازِ فطرت میں نوا کوئی
نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صنّاعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

وماعلینا الاالبلاغ المبین!

عبدالوارث گل (سابقہ وارث مسیح)
جنرل سیکرٹری حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن اسلامک سنٹر فار نیو مسلم
0423-6109672,0321-4115721,

﴿تعارف حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن﴾

اللہ سبحانہ وتعالٰی اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے جس نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا مگر انسان اپنے مقصدِ تخلیق سے غفلت برتتا رہا اور ذلت کی ان پستیوں میں جا گرا جہاں شیطان اس کا منتظر تھا اور پھر کیا تھا کہ انسان مختلف مذاہب وگروہوں میں تقسیم ہوتا ہی چلا گیا ایسا نہیں تھا کہ مالک کائنات نے انسان کو پیدا فرما کر یوں ہی بے یارومددگار چھوڑ دیا، بلکہ انسانیت کی رشد وہدایت کے لئے انبیاء ورسل اور کتابوں کو نازل فرماتا رہا جس سے متلاشیانِ حق کو نا صرف معرفت الٰہی حاصل ہوئی بلکہ وہ صراط مستقیم بھی ملا جس پر چلتے ہوئے انسان نے اس مقصدِ حقیقی کو پایا جس کے لئے خالق کائنات نے اس کو پیدا کیا تھا جس کی تعلیم اسلام دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام کی عالمگیر وسعت اور مکمل دستورِ حیات ہونے کے سبب ہر رنگ ونسل کے لوگ نور اسلام کی طرف سمٹتے ہی چلے آرہے ہیں۔

آج پوری دنیا کے تمام مذاہب میں تیزی سے بڑھنے والا مذہب، دین اسلام ہے جبکہ خداداد مملکت پاکستان میں بھی حقانیت اسلام کے پیش نظر لاکھوں لوگ مشرف بہ اسلام ہورہے ہیں مگر ان کی تعلیم وتربیت آج کا ایک اہم مسئلہ بن چکا ہے۔

حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن انہی مسائل یعنی، نومسلمین کی تعلیم وتربیت، معاشی ومعاشرتی مسائل کو حل کرنے میں مقدور بھر کوشش کررہی ہے۔

دوسرے اداروں کے قیام کی طرح حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن کے وجود میں آنے کے پیچھے بھی تلاش حق میں سرگرداں ایک نوجوان کے نشیب وفراز وتلخ تجربات کارفرماں ہیں۔ مسیحی گھرانے میں پیدا ہونے والا ایک شخص جو حق کی تلاش میں جناب سلمان فارسی کی مانند طویل جدو جہد کے بعد 2005ء میں حلقہ بگوش اسلام ہوا!

لہٰذا عبدالوارث کو بھی قبول اسلام کے بعد بنیادی دینی تعلیم کے حصول میں شدید درپیش مسائل نے اس کے دل میں غم کا سمندر موجزن کردیا۔ کیونکہ کوئی بھی ادارہ ایسا نہ تھا جو نومسلمین کی تعلیم وتربیت کے لیے قائم کیا گیا ہوتا لہٰذا اس نوجوان نے ایک عظیم مقصد کے لئے اہل علم ودانش

اور اسلام کے لئے درد دل رکھنے والے مسلمان بھائیوں سے باہمی طور پر مشورہ کیا کہ ایک ایسا ادارہ ہونا چاہیے کہ جہاں نہ صرف نومسلمین کو ہر طرح سے تحفظ فراہم کیا جائے بلکہ ان کی تعلیم و تربیت کا بھی بھرپور انتظام کیا جا سکے۔ بفضلہٖ تعالیٰ قطرہ قطرہ ٹپکنے والے اس نیک ارادے کا نتیجہ یہ نکلا کہ درد دل رکھنے والے چند باعمل لوگ چٹان کی مانند اس کے ساتھ آ کھڑے ہوئے اور اس کے دست و بازو بن کر انصار مدینہ کی مانند اس عظیم مقصد کے لئے کوشاں ہوئے۔

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ اور انکا ادارہ قرآن اکیڈمی نے نہ صرف اس نوجوان کی تعلیم و تربیت میں بہترین کردار ادا کیا بلکہ بے شمار نومسلمین اور انکے مسائل سے اگاہی کا ذریعہ بنے۔ بعدازاں نو مسلمین کے لیے درد دل رکھنے والے پروفیسر محمد یحییٰ، صوفی محمد اکرم اور اعجاز احمد خواجہ کے دست شفقت و رہنمائی کے باعث 2009ء رمضان المبارک کے مہینے میں پاکستان کی 68 سالہ تاریخ میں پہلی نومسلم کانفرنس کا انعقاد ممکن ہوا جس میں شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ماہرین کے ساتھ نومسلمین نے بھی بھرپور شرکت کی۔ لہٰذا اسی کانفرنس کے نتیجہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ ممکن کر دیا کہ جنوری 2010ء میں حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں آ سکا۔ جس کے فوراً بعد ایگزیکٹیو باڈی کا انتخاب کیا گیا جس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ادارہ کے اغراض و مقاصد ضابطہ و قوانین طے کئے اور طے کیا گیا کہ مندرجہ ذیل نومسلمین کے مسائل ادارہ حقوق الناس کی پہلی ترجیح ہونگے۔

☆ تعلیم و تربیت ☆ بے گھر افراد کیلئے فوری رہائش ☆ قانونی مسائل میں بھرپور تعاون
☆ روزگار برائے بے روزگار ☆ معاشرتی مسائل (شادی بیاہ) وغیرہ
☆ علاج معالجہ میں ہر ممکنہ مدد ☆ غیر مسلموں میں دعوت و تبلیغ

یہی وہ مقاصد ہیں جو اپنی جیسی دوسری تنظیموں سے اسے ممتاز اور نمایاں کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم یہ تو نہیں کہتے کہ تاحد نگاہ وسیع و عریض سمندر میں ہچکولے لیتی ہوئی یہ چھوٹی سی کشتی اپنی منزلِ مقصود کو پہنچی مگر کافی لوگوں کو غرق ہونے سے بچا لیا۔۔۔ الحمد للہ!

کچھ عرصہ قبل لگایا گیا یہ ننھا پودا آج ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ جو نہ صرف نو مسلمین کے معاشی و معاشرتی مسائل میں مدد و معاون ثابت ہوا بلکہ اکثر و بیشتر نومسلمین زیور تعلیم سے آراستہ ہو کر ایک باعمل زندگی بسر کر رہے ہیں۔

حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن کے پانچ سال مکمل ہونے پر ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اوران تمام حضرات کا بھی جنہوں نے اپنی جان، مال، وقت اوراپنی قیمتی آراء سے نہ صرف ادارہ حقوق الناس کو کامیابی کی راہ پرگامزن کرنے میں معاونت کی بلکہ انصار مدینہ کی سنت جلیلہ کوبھی زندہ کرنے کا ذریعہ بنے۔ان تمام حضرات کے تعاون مختصروقت اورکمی وسائل کے باوجود ادارہ آج تک جوکچھ بھی کرسکا اس کے مختصراحوال تحدیث بالنعمۃ کےطور پر بیاں کئے جارہے ہیں۔

☆حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن کے شعبہ دعوت وتبلیغ سے منسلک داعیان اسلام کے ذریعے آج تک 92 خواتین وحضرات اسلام قبول کرچکے ہیں۔

☆شعبہ تعلیم وتربیت دینی وعصری کے ماتحت 180 طلباء مستفید ہوئے اورتقریباً 60 زیرتعلیم ہیں۔

☆شعبہ فوری قانونی ومالی مدیعنی ادائیگی قرض، سودی قرض، کرایہ مکان، خوردونوش، کپڑے، ضروری گھریلو سامان، قانونی کاروائی ودیگرمدوں میں تقریباً 250 حضرات وخواتین کی مدد کی جاچکی ہے۔

☆شعبہ علاج معالجہ کے ضمن میں 350 افراد کی مدد ہوچکی ہے۔

☆ادارہ ھذا کے تحت 30 نومسلموں کی سنت نکاح ادا کی گئی۔

☆ **تعاون برائے رہائش:** کم آمدنی والے نومسلمین کے ساتھ کرایہ مکان کی مد میں تعاون کیا گیا بیسیوں گھرانوں نے استفادہ کیااورکئی ایک لوگ مستفید ہورہے ہیں۔

☆ **مدد روزگار برائے روزگار:** کی مدمیں تقریباً 40 حضرات مستفید ہوچکے ہیں۔

☆ **مدد برائے خوراک ورمضان پیکج:** مستقل ماہانہ بنیادوں پرراشن تقسیم کیا جاتا ہےجس سے ہر ماہ 100 افراد کی مدد کی جارہی تھی وسائل کی کم یابی کی وجہ سے یہ سلسلہ فی الحال التواء کا شکار ہے۔رمضان میں نومسلمین ودیگرحضرات وخواتین کے گھروں میں راشن ارسال کیا جاتا ہے رمضان فوڈ سے اب تک ہزاروں لوگ سحر وافطار کیلئے اس سہولت سے فائدہ حاصل کرچکے ہیں۔

☆ **ہدیہ/تحائف:** تالیف قلب کے لئے عید، قبول اسلام اور دیگر موقعوں پر ہدیے وتحائف بصورت نقدی، کپڑے، خوشبو، برقعے، جائے نماز، ٹوپیاں ودیگر اشیاء سے ہزاروں لوگ اب تک مستفید ہوچکے ہیں۔

☆ **شعبہ تقابل ادیان:** اس شعبہ کے زیر اہتمام غیر مسلموں میں دعوت وتبلیغ سے متعلق داعی کورسز کروائے جاتے ہیں اب تک تقریباً 150 علماء کرام اور 60 کے قریب دیگر شعبہ ہائے زندگی

سے تعلق رکھنے والے حضرات یہ کورس مکمل کر چکے ہیں اور ان میں سے کئی ایک عملی میدان میں اتر کر نورِ اسلام پھیلانے میں سرگرمِ عمل ہیں۔

☆**شعبہ سیرت:** شعبہ ھذا کے زیرِ اہتمام غیر مسلموں کے سوالات اور اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے اس ضمن میں ادارہ اب تک 3 کتب تصنیف و شائع کر چکا ہے جس سے تقریباً 25,000 لوگ مستفید ہوئے۔

☆ **دعوت اسلام بذریعہ اسلامی کتب:** مسلم و غیر مسلموں میں بسلسلہ دعوت و تبلیغ کئی ہزار کتب تقسیم کی جا چکی ہیں جن سے کہ لاکھوں لوگوں نے استفادہ کیا۔

ذکر کئے جانے والے تمام شعبہ جات میں مجموعی طور تقریباً 87 لاکھ 70، ہزار 143 روپے کی رقم اب تک خرچ کی جا چکی ہے۔

مستقبل کے پروجیکٹ: نو مسلمین کی بڑھتی ہوئی تعداد، ان کے مسائل اور نئے نئے چیلنجز کے پیشِ نظر ''حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن'' چار ایکڑ پر محیط ایک عظیم الشان منصوبہ ''نیو مسلم اسلامک سنٹر'' کا خواہاں ہے جہاں نو مسلمین کی بنیادی ضروریات زندگی کی سہولیات کے ساتھ ایک ایسا ماحول جس میں اسلامی اقدار کے مطابق ان کی تعلیم و تربیت کی جا سکے۔

☆ایک وسیع و عریض نیو مسلم اسلامک سنٹر جس کے تحت یہ شعبہ جات قائم کیے جائیں گے۔

۱۔مسجد ۲۔نو مسلم کلاس رومز برائے تعلیم و تربیت ۳۔تقابل ادیان کلاس رومز

۴۔لائبریری ۵۔آڈیٹوریم ۶۔ریسرچ سنٹر

☆ایڈمن بلاک ☆پرائمری سکول ☆سکل سنٹر ☆ڈسپنسری

☆ رہائشی ایریا: جس میں فیملی ہاسٹل، فی میل ہاسٹل اور میل ہاسٹلز ہونگے۔

☆گیسٹ ہاؤس ☆سپر مارکیٹ ☆پارک پلے گراؤنڈ و پارکنگ ایریا

اس عظیم الشان پرجیکٹ کے مختلف مراحل ہیں جبکہ پہلے مرحلے میں جگہ کا حصول ہماری پہلی ترجیح ہے۔

یہ تمام پراجیکٹ خالصتاً اسلام کی خدمت کے لئے ہیں آیئے اور جو لوگ اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے اپنی جان، مال و وقت سرف کرنے میں سرگرمِ عمل ہیں، ان کے دست و بازو بنیں اور غیر مسلموں میں دعوت و تبلیغ اور نو مسلمین کی تعلیم و تربیت کے فریضہ اسلامی کی ادائیگی میں ہمارے مدد و معاون بن کر عنداللہ سرخرو ہوں۔